بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ و انتم اذلّۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۶
سلور جوبلی نمبر

ایڈیٹر :-
محمد حفیظ بقاپوری -
نائبین :-
جاوید اقبال اختر -
محمد انعام غوری -

شمارہ ۵۰
سلور جوبلی نمبر

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے !!
قیمت سلور جوبلی نمبر ایک روپیہ

رجسٹرڈ نمبر .... پی/جی ڈی پی -

۳ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ | ۱۵ فتح ۱۳۵۶ ہش | ۱۵ دسمبر ۱۹۷۷ء

▼ مسجد مبارک قادیان
اس مسجد کے جانب شمال اندر بیت الفکر
اور بیت الدعا ہیں ؛

◀ منارۃ المسیح و مسجد اقصیٰ قادیان

▲ اُوپر (دائیں) سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب
خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ -
(بائیں) الحاج حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل
ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان (المتوفیٰ ۷۷/۱/۲۱)

◀ بہشتی مقبرہ قادیان کا ایک منظر
(دائیں) مزار سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام
(بائیں) مزار حضرت حکیم حاجی مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ
خلیفۃ المسیح الاوّل -
درمیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
بیرونی نومسلم احمدی حضرات کے ساتھ ؛

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۵ فتح ۱۳۵۶ ہش!
****

اخبارِ بدر کا ۲۶ چھبیس سالہ دور!

کچھ پرانی یادیں اور دیگر احوال و کوائف

اخبار بدر کی اشاعت پر ۲۶ سال پورے ہو رہے ہیں۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر اس وقت بدر کا سلور جوبلی نمبر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس خاص نمبر کی اشاعت کا اصل وقت تو گذشتہ سال تھا جبکہ اخبار بدر اپنی عمر کے ۲۵ سال پورے کر چکا۔ لیکن بعض ناگزیر قسم کی مجبوریوں اور معذوریوں کے سبب اس وقت ایسا نہ کیا جا سکا۔

قادیان سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کئے جانے کی تجویز تو ۱۹۵۰ء کے جلسہ سالانہ پر ہی ہوئی تھی۔ اگلے سال نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے دفتری کارروائی ہوتی رہی۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہی اخبار کا نام بدر تجویز فرمایا اور قادیان سے اس کے اجراء کی منظوری مرحمت فرمائی۔ ۱۹۵۱ء کے جلسہ سالانہ پر نمونہ پرچہ شائع ہوا۔ سرکاری تعلق سے ضابطہ کی کارروائی کی تکمیل کے بعد مارچ ۱۹۵۲ء سے بدر کی باقاعدہ ہفتہ وار اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ نئے پرچہ کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ازراہِ شفقت خصوصی دعاؤں اور بیش قیمت ہدایات پر مشتمل ایک بصیرت افروز پیغام ارسال فرمایا۔ (یہ پیغام تبرک کے طور پر زیرِ نظر خاص پرچہ میں دوسری جگہ نقل کیا جا رہا ہے) یہ حضور کی دعاؤں ہی کا نتیجہ اور خاص توجہ کی برکت ہے کہ اخبار بدر اب تک پوری باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ بِعَوْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَبِفَضْلِہٖ ؂

———— ❖ ———— ❖ ———— ❖ ————

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اس وقت ناظر دعوۃ و تبلیغ تھے۔ آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی منظوری سے حضرت بھائی عبد الرحمان صاحب قادیانی کو بدر کا ایڈیٹر و پبلشر مقرر فرمایا۔ (حضرت بھائی جی کی وفات (جنوری ۱۹۶۱ء) کے بعد محترم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے کا تقرر عمل میں آیا۔) مرحوم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کو ایڈیٹر اور راقم الحروف (محمد حفیظ بقاپوری) کو اسسٹنٹ ایڈیٹر نامزد فرمایا۔ مکرم مرزا عبد اللطیف صاحب درویش اخبار کے پہلے مینجر مقرر ہوئے۔ ہم دونوں میں سے کسی کو بھی صحافتی کام کا نہ تجربہ تھا اور نہ اس بارہ میں زیادہ معلومات ہی تھیں۔ ہمارے لئے مقدس امام کے ارشاد کی اطاعت اور اس کام میں ذاتی شوق اور خدمتِ دین کی تمنا ہی سب کچھ تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کام شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی۔ اور خدا کے مسیح کی تبلیغ قادیان سے پھر اکنافِ عالم میں بصورتِ اخبار پہنچنے لگی۔ قادیان کا ضیاء الاسلام پریس جس میں ملکی تقسیم سے قبل اخبار "الفضل" اور سلسلہ کا دوسرا لٹریچر طبع ہوتا تھا کسٹوڈین نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پھر بڑی جدوجہد سے انجمن کو مل گیا۔ لیکن حالات کے تقاضا سے اخبار کے اجراء سے قبل ہی اس کی مشینری فروخت کر دینی پڑی۔ اس لئے بدر کی طباعت کے لئے راما آرٹ پریس امرتسر سے رجوع کیا گیا۔ محترمی قاضی عبد الحمید صاحب خوشنویس درویش، اخبار کی کتابت کرتے، اشاعت سے ایک روز قبل مکرم مرزا صاحب اخبار کی کاپیاں لے کر امرتسر جاتے، شام کو چھپوا کر لے آتے۔ بعض دوسرے درویشان کے تعاون سے اگلے روز پرچہ پوسٹ کر دیا جاتا ؂

———— ❖ ———— ❖ ———— ❖ ————

مکرم مرزا صاحب کے بعد متعدد اصحاب کو مینیجر کے طور پر خدمت بجا لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان میں مرحوم قریشی یونس احمد صاحب اسلم درویش اور مکرم و محترم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب انچارج بیت المال خرچ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اب یہ خدمت مکرم خلیل الرحمٰن صاحب کارکن دفتر دعوت و تبلیغ زائد وقت میں سر انجام دے رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اواخر جنوری ۱۹۷۵ء میں امرتسر کے پریس کی خرابی کے سبب اخبار کی طباعت جالندھر سے ہونے لگی۔ لیکن ماہ اکتوبر ۱۹۷۶ء سے جب فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں جاری ہو گیا تو ۲۲؍۱۰ کی اشاعت سے قادیان میں ہی طباعت ہونے لگی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ؂

———— ❖ ———— ❖ ———— ❖ ————

مرکز میں مخصوص قسم کے علمی کام کرنے والے افراد کی کمی کے سبب اخبار بدر کا کام شروع سے اب تک اصل ڈیوٹی کے علاوہ زائد وقت میں ہی نباہا جا رہا ہے۔ چنانچہ جب ۱۹۵۲ء میں اخبار کا اجراء ہوا تو مرحوم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ کے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اخبار کا کام بھی کرتے۔ یہی حال راقم الحروف کا اب تک چلا آ رہا ہے۔ اُس وقت راقم الحروف معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ اور مدرسہ احمدیہ میں تعلیم و تدریس کی اصل ڈیوٹی پر مامور تھا۔ جب آخر جنوری ۱۹۵۴ء میں مرحوم مولوی صاحب نے نظارت کی مصروفیات اور خرابیٔ صحت کے سبب اخبار کے کام سے فراغت حاصل کر لی تو محترم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے پورے وقت کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اس وقت بھی راقم الحروف اسسٹنٹ ایڈیٹر کے طور پر بدستور خدمت کرتا رہا۔ موصوف نے ۲؍۵۴ سے ۳؍۵۶ تک کُل دو سال سات ماہ بطور ایڈیٹر خدمت کی۔ لیکن جب ماہ ستمبر ۱۹۵۶ء میں آپ سلسلہ کی دوسری خدمت پر مامور ہوئے تو راقم الحروف ہی ایڈیٹر بدر کے پورے فرائض تفویض ہوئے۔ اور اس وقت سے اب تک اسی پر مامور چلا آ رہا ہے۔ اس اثنا میں سب سے پہلے تو خاکسار کو یکم ستمبر ۱۹۵۶ء سے ۲۲ نومبر ۱۹۶۲ء تک چھ سال دو ماہ مسلسل بغیر کسی نائب کی مدد کے اکیلے ہی یہ خدمت بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اُن دنوں خاکسار کے کام کی صورت کچھ اس طرح ہوتی کہ دفتری اوقات میں بطور آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کام کرتا اور مدرسہ احمدیہ میں تبدیل کئے جانے پر مدرسہ میں پانچ چھ گھنٹے تعلیم و تدریس کا کام کرتا جو اب تک جاری ہے۔ اس اصل ڈیوٹی سے فراغت کے بعد اخبار کے کام میں جُٹ جاتا۔ اُس وقت اخبار کے کام کی حالت یہ تھی کہ سارا پرچہ خود ہی تیار کرتا حتیٰ کہ کاپی ریڈنگ بھی خود ہی کرتا۔ دفتر یا مدرسہ کی ڈیوٹی کے بعد جب دوسرے احباب آرام کرتے یا سیر و تفریح کرتے، راقم الحروف اخبار بدر کا کام لے بیٹھتا۔ اُن دنوں بیک وقت کئی قسم کے کاموں کے ہجوم کی یہ حالت تھی کہ خاکسار پر کئی ایسی راتیں بھی گزری ہیں جب ساری ساری رات کام میں لگا رہا۔ اور ایک منٹ بھی سونے کا موقعہ نہیں ملا۔ صبح ہوتے پر پھر دفتر یا مدرسہ حاضر ہو جانا ہوتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ سب کام لیتا چلا گیا اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ اِس عرصہ میں نہ تو کسی اشاعت میں ناغہ ہوا اور نہ ہی کوئی پرچہ مقررہ وقت سے بے وقت ہوا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ؂

———— ❖ ———— ❖ ———— ❖ ————

اِس کے بعد وہ وقت بھی آیا کہ صدر انجمن احمدیہ نے خاکسار کی مدد کے لئے کاپی ریڈر دے دیا پھر کچھ عرصہ بعد اسی پوسٹ کو نائب ایڈیٹر بنا دیا گیا اور مکرم چوہدری فیض احمد صاحب ۶۲؍۱۱؍۲۹ سے ۶۶؍۱۰؍۳۱ تک چار سال گیارہ ماہ خاکسار کے ساتھ بطور نائب ایڈیٹر کام کرتے رہے۔ موصوف کی تبدیلی کے بعد پھر ڈیڑھ سال لگاتار بغیر کسی نائب کے پہلے کی طرح اکیلے ہی خاکسار کو اخبار کی پوری خدمت سر انجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جولائی ۱۹۶۸ء میں مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور نائب ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ موصوف نے ۷۲؍۹؍۲۱ تک کام کیا۔ ان کی فراغت پر مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر یکم اکتوبر ۱۹۷۲ء سے نائب ایڈیٹر چلے آتے ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے ظاہر ہے کہ اب تک ایک ہی وقت میں کئی قسم کی لگاتار جماعتی خدمات بجا لاتے چلے جانے اور دن رات مسلسل زیادہ محنت کرنے کا لازمی اثر خاکسار کی صحت پر پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۷۵ء میں صحت یکدم زیادہ بگڑ گئی۔ چند ماہ مجبوراً بحالیٔ صحت کے لئے رخصت لینی پڑی۔ تب ۷۵؍۶؍۲۶ سے مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری کو نائب ایڈیٹر ثانی مقرر کیا گیا۔ یہ سب نائبین بھی خاکسار کی طرح اصل ڈیوٹی دینے کے بعد زائد وقت میں اخبار کی خدمت بجالاتے رہے اور بجالا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور مقبول خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے ؂

———— ❖ ———— ❖ ———— ❖ ————

گزشتہ ۲۶ سالوں میں اخبار بدر کو کئی قسم کے سرد گرم حالات سے گزرنا پڑا۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ ایسے حالات میں بھی اصل کام جاری رہا۔ اعلائے کلمۃ اللہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے تازہ خطبات و تقاریر۔ مرکزی تحریکات۔ علمی تبلیغی تربیتی مضامین کی اشاعت کا اہتمام رہا۔ ہندوستان میں سلسلہ کی تبلیغی مساعی کی رپورٹوں کے علاوہ بیرونی ممالک میں جماعت کی طرف سے جاری جہادِ کبیر کی رپورٹیں حسبِ گنجائش دی جاتی رہیں۔ جن دوستوں نے اخبار کی قلمی یا مالی اعانت میں حصہ لیا، شکریہ کے طور پر اُن کا ذکر کسی قدر تفصیل سے دوسری جگہ کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

(آگے ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱ پر)

غریب اور حلیم اور نیک نیّت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ

اپنی جماعت کو سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند زرّیں نصائح

(۱)

فرمایا:-

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے...... میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے اُن کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔ اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے، نہ کسی اور عدالت میں۔ اور با ایں ہمہ نوعِ انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔"

(سراج منیر صفحہ ۲۸)

(۲)

فرمایا:-

"میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہے اور میں نماز میں مصروف ہوں، میرے کان میں اُس کی آواز پہنچ جائے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اُس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں۔ اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اُس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کرسکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور اُن سے ہمدردی کرو۔ لااُبالی مزاج ہرگز نہیں چاہیئے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۴۴۳)

(۳)

"میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے، خاص طور پر نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو۔ اور نوعِ انسان کے ساتھ ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو۔ کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت بنو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو...... تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوعِ انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اسی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے اُترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو۔ ترقی کرو۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۳)

(۴)

"اور اُس کے بندوں پر رحم کرو۔ اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبّر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیّت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں، مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اُوپر سے صاف ہیں، مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو۔ نہ اُن کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبّر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو...... چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۸)

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلّق ❊ اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدّعا یہی ہے

انتخاب از اُردو منظوم کلام!

حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

حمدِ ربّ العالمین!

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا ! بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دم گھٹے بیمار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

نعتِ رسُولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر! لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے اس پہ ہر اِک نظر ہے بدر الدجےٰ یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

دُنیا کی بے ثباتی

اے حُبِّ جاہ والو! یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
دیکھو تو جا کے اُن کے مقابر کو اِک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر
اِک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اِک دن یہ صبحِ زندگی کا تم پہ شام ہے
اِک دن تمہارا لوگ جنازہ اُٹھائیں گے
پھر دفن کر کے گھر میں تأسّف سے آئیں گے
اے لوگو عیشِ دُنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوفِ مرگ و خیالِ فنا نہیں
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اُس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

اخبار "بدر" کے لئے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام

پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ ۱۹۷۶ء پر اخبار بدر کا جوبلی نمبر شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ اسی کے پیشِ نظر سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ عالیہ میں دُعا کے لئے عرض کیا گیا۔ اس عریضہ کے جواب میں ایڈیٹر بدر کے نام حضور انور کا جو پُر شفقت مکتوب موصول ہُوا وہ بجنسہٖ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۳۱۸۷
۲۳-۱۲-۷۶

مکرمی! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا خط محررہ ۷۶/۱۹ موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ ادارہ ہفت روزہ بدر کو خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آپ سب کی نیک خواہشات کو پورا فرماوے۔ ادارہ کو ہر لحاظ سے ترقی عطا فرماوے آمین۔

والسّلام

خاکسار: (دستخط) مرزا ناصر احمد

خلیفۃ المسیح الثالث

اِنذار و تبشیر

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن
تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصہ کیا کہیں
پھر رہے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن
کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن
طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اُس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۲ فتح (دسمبر)۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب آف لندن کی زبانی مورخہ ۱۰/۱۲ کی یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ :-

"انفلوئنزا کا اثر ابھی کچھ باقی ہے۔۔۔!"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان - ۱۲ فتح (دسمبر) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ ناظرِ اعلیٰ و امیرِ مقامی مع اہل وعیال و درویشانِ قادیان بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ ❊

ضمیمہ ایڈیٹوریل نوٹ صفحہ ۲

ایڈیٹوریل نوٹ صفحہ ۲ کا حسبِ ذیل حصّہ اصل مقام پر درج ہونے سے سہواً رہ گیا ہے۔ قارئین کرام اس حصّہ کو بھی اسی میں شامل سمجھیں :-

"مکرم مرزا صاحب کی تبدیلی کے بعد اخبار بدر جب تک امرتسر میں طبع ہوتا رہا، مکرم مولوی بشیر احمد صاحب کالا افغاناں، درویش سالہا سال تک، نہایت مستعدی اور قابلِ قدر خلوص و محبت کے ساتھ ہر ہفتہ اخبار کی کاپیاں صبح امرتسر لے جاتے، بازار سے کاغذ خریدتے اور شام کو اخبار چھپوا کر لاتے۔ اگلے روز اپنے دفتر کے دیگر کارکنان کے ساتھ مل کر وقت پر سپردِ ڈاک کرتے۔ اگرچہ اب موصوف کی اس دفتر سے تبدیلی ہو چکی ہے تاہم اخبار کے لئے کاغذ کا سرکاری کوٹہ خریدنے اور اسی قسم کی بعض دوسری خدمات کے لئے اب بھی حسبِ سابق کامل خلوص اور محبت سے امرتسر کا سفر کرتے ہیں۔

فجزاہُ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء (ایڈیٹر بدر)

دستِ برکات

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمہارے ہاتھ میں ہے فرشتوں کی فوجیں تمہارے پیچھے!

سچائی اور حق و انصاف کو تم نے قائم کرنا ہے نیکی اور تقویٰ کو تم نے دنیا میں پھیلانا ہے!!

اس لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو تبلیغ کو وسیع کرو آپس میں یکجہتی یک رنگی اور اتحاد پیدا کرو اپنے مرکز کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرو

اس اخبار کا نام بدر رکھا گیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ تھا

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس اخبار کو بہتر سے بہتر کام کرنے کی توفیق بخشے اور اخبار کے چلانے والوں کو

ظاہری اور باطنی علوم عطا کرے جن سے وہ قوم اور ملک کی صحیح راہنمائی کرسکیں!

۲۶ سال قبل اخبار بدر کی پہلی اشاعت کیلئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بصیرت افروز روح پرور پیغام

منقول از اخبار بدر مجریہ ۷ مارچ ۱۹۵۲ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ —— نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھُوَ النَّاصِرُ

برادرانِ جماعت احمدیہ ہندوستان!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے خاص تصرف کے ماتحت ہندوستان کی جماعتیں اب پاکستان اور ہندوستان کے نام سے دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہیں۔ اور اب نہ صرف یہ کہ سیاسی طور پر تقسیم ہو چکی ہے بلکہ بین الاقوامی اختلافات کی وجہ سے آپس میں میل جول بھی بہت محدود رہ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہندوستان کی جماعتیں پاکستان میں شائع شدہ لٹریچر سے خواہ وہ موقت الشیوع ہو یا مستقل ہو، بہت حد تک محروم رہ گئی ہیں۔ ان حالات میں یہ ضروری تھا کہ قادیان سے ایسے لٹریچر شائع کرنے کی تدبیر کی جاتی جو کہ آسانی کے ساتھ ہندوستانی جماعتوں تک پہنچ سکتا۔ چنانچہ اس بات کے مدِّنظر میں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بار بار ہدایت کی کہ وہ کم سے کم ہفتہ واری اخبار قادیان سے جاری کرنا شروع کریں۔ تاکہ قادیان اور ہندوستان کی دوسری جماعتوں میں اتصال و اتحاد پیدا ہو۔ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ بدر کے نام سے ایسے اخبار کے جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور وہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ یہ مضمون میں اسی اخبار کے لئے بھجوا رہا ہوں۔

سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس اخبار کو بہتر سے بہتر کام کرنے کی توفیق بخشے۔ اور اس اخبار کو چلانے والوں کو ظاہری اور باطنی علوم عطا کرے جن سے وہ قوم اور ملک کی صحیح راہنمائی کرسکیں۔ اور جماعت احمدیہ کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس اخبار کو خرید کر اخبار کی اشاعت کو وسیع سے وسیع کرتے چلے جائیں۔ اور ملک کے ہر گوشہ میں اسے پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ یہ اخبار روزانہ ہو جائے۔ اور وسیع الاشاعت ہو جائے۔ اس اخبار کا نام بدر رکھا گیا ہے اور یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رؤیا اور کشوف شائع کرنے میں ایک زمانہ میں اس اخبار کو خاص اہمیت حاصل ہو گئی تھی۔ کیونکہ مفتی محمد صادق صاحب ہی اس کے ایڈیٹر تھے اور مفتی محمد صادق صاحب، حضرت اقدس کے پرائیویٹ سیکرٹری کا کام بھی کرتے تھے۔ اس لئے انہیں الہامات کے جلد سے جلد حاصل کرنے کا موقع دوسروں سے زیادہ مل جاتا تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اب ان الہامات کی تشریح اور تفسیر اور ان کا مقصد اور مدعا بتانے اور شائع کرنے میں یہ اخبار پیش پیش رہے گا۔

برادران! ہم سب جانتے ہیں کہ یہ وقت ہندوستان اور پاکستان کے
ؤں کے لئے بڑا نازک ہے۔ اور جماعت کے لئے خصوصًا نازک ہے۔ مگر ہم
ب ایسے خُدا کے بندے ہیں اور اُس پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں جس کے ایک
نارہ سے دُنیائیں پیدا ہوتی اور مٹتی ہیں اور قومیں اُبھرتی اور گرتی ہیں۔ اور
ومتیں قائم ہوتی اور تباہ ہوتی ہیں۔ پس ہمارے حوصلے دُوسرے لوگوں کے
صلوں کی طرح نہیں ہونے چاہئیں جن کا کام خدا نے کرنا ہے، اُنہیں ایسے حالات
طرف نگاہ کرنا جائز ہی نہیں ہوسکتا۔ آپ لوگ خدا کا ہتھیار ہیں۔ آپ لوگ
ا کی تدبیر ہیں۔ آپ لوگ وہ بیا رہیج ہیں جو خُدا تعالیٰ نے دُنیا میں بکھیرا
ہے۔ نہ خُدا کا ہتھیار کُند ہو سکتا ہے، نہ خُدا کی تدبیر ضائع ہوسکتی ہے۔ نہ
ا کے پھینکے ہوئے بیجوں کو کیڑا کھا سکتا ہے۔ پس اپنی نظریں آسمان کی
رف رکھو اور زمین کی طرف مت دیکھو۔ یہ نہ دیکھو کہ تمہارے دائیں بائیں کون
ہے۔ بلکہ یہ دیکھو کہ تمہارے سر پر کس کا سایہ ہے۔ محمدؐ رسُول اللہ صلی
لہ علیہ وسلّم کا جھنڈا تمہارے ہاتھوں میں ہے، اور فرشتوں کی فوجیں تمہارے
یچھے ہیں۔ سچائی اور حق اور انصاف کو تم نے قائم کرنا ہے۔ نیکی اور تقویٰ
تم نے دُنیا میں پھیلانا ہے۔ آئندہ دُنیا کی زندگی اور اس کی ترقّی
ہارے ساتھ وابستہ ہے۔ اور کائنات کی حرکت تمہارے اشاروں
ہ تیز یا سُست ہونے والی ہے۔ پس اپنی ذمّہ داریوں کو سمجھو۔ تبلیغ کو
سیع کرو۔ زیادہ سے زیادہ یک جہتی، یک رنگی اور اتّحاد پیدا کرو۔ اپنے
رکز کے ساتھ تعلّق کو مضبوط کرو۔ اور ایسا کبھی نہ ہونے دو کہ تمہیں
ادیان آنے کی فرصت حاصل ہو اور تم اس سے فائدہ نہ اُٹھاؤ۔

دُنیا تم پر ہنس رہی ہے۔ اس لئے کہ تم پارہ پارہ ہوچکے ہو
یکن خُدا کے فرشتے آسمان پر تمہارے لئے ہنس رہے ہیں۔ اس لئے
ہ تم فاتح۔ کامیاب اور کامران ہو۔ اندھا جو کچھ بیان کرتا ہے وہ
ابلِ اعتبار نہیں۔ بینا جو کچھ دیکھتا ہے وہ صحیح ہے۔ پس
دا کی باتوں پر یقین رکھو۔ اور لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھرو۔ ہوگا وہی
و خدا چاہتا ہے۔ خواہ اس امر کے رستہ میں مشکلات کے
ہاڑ ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ اور تم کو ایسے
ریق پر کام کرنے کی توفیق دے کہ خُدا کے فضلوں کی بارش
م پر ہو اور ہمیشہ ہوتی رہے۔ آمین۔

خاکسار:
مرزا محمُود احمد
خلیفۃ المسیح الثّانی

بیس سال قبل

اخبار بدر کے لئے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا دُعائیہ پیغام

آج سے بیس (۲۰) سال قبل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے ازراہِ شفقت و احسان اخبار بدر کے لئے جو دُعائیہ پیغام اپنے مبارک قلم سے رقم فرما کر ارسال کیا اور مدیر بدر کے پاس تبرک کے طور پر اب تک موجود ہے، قارئین کرام کے روحانی استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر بدر)

اپنے ادنیٰ خادم ایڈیٹر بدر کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت ممدُوح تحریر فرماتے ہیں:—

"مَیں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحیح معنٰی میں بدر کو بدر بنائے۔ وہ اندھیرے میں گھرنے والوں کے لئے ایک روشنی کا مینار ثابت ہو۔ بس یہی میرا پیغام ہے۔"

(دستخط حضرت) مرزا بشیر احمد (صاحب رضؓ)

۲۸—۹—۵۷

مَیں دُنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

کلامِ منظوم سیّدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی درخواست پر سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے از راہِ شفقت یہ نظم ۱۹۵۰ء میں ارسال فرمائی تھی۔ جو قادیان کے جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۰ء میں پہلی مرتبہ پڑھی گئی ——— (ایڈیٹر)

بتاؤں تمہیں کیا، کہ کیا چاہتا ہوں
ہوں بندہ مگر مَیں خُدا چاہتا ہوں

مَیں اپنے سیاہ خانۂ دل کی خاطر
وفاؤں کے خالق وفا چاہتا ہوں

جو پھر سے ہرا کردے ہر خشک پودا
چمن کے لئے وہ صبا چاہتا ہوں

مجھے بَیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
مَیں دُنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

وہی خاک جس سے بنا میرا پُتلا
مَیں اُس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں

نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے
مَیں اُس کا بھی دل سے بھلا چاہتا ہوں

مرے بال و پر میں وہ ہمت ہے پیدا
کہ لے کر قفس کو اُڑا چاہتا ہوں

کبھی جس کو رشیوں نے مُنہ سے لگایا
وہی جام اب مَیں پیا چاہتا ہوں

رقیبوں کو آرام و راحت کی خواہش
مگر مَیں تو کرب و بلا چاہتا ہوں

دِکھائے جو ہر دم ترا حُسن مجھ کو
مری جاں مَیں وہ آئینہ چاہتا ہوں

شذرات

رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتِ عام نے دُنیا کی ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے

آپ نے ہر چیز خواہ وہ جاندار ہو یا غیر جاندار کے حقوق کی تعیین فرمائی اور پھر ان کی حفاظت کا سامان کیا

رُوحانی میدانوں میں آپ نے انسانوں کے لئے اس قدر ترقیات کے دروازے کھولے ہیں کہ ان کا کوئی شمار نہیں

آپ کے ہم غریب عاجز بندوں پر اس قدر احسانات ہیں کہ ہماری رُوح اور ہمارا دل آپ پر کثرت سے درود بھیجنے پر مجبور ہے !

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۳ تبوک ۱۳۵۶ ہش مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا :-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (الاعراف آیت ۱۵۷) کہ میری رحمت نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ نیز ہر چیز جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی اور جس کا اس کی ربوبیت نے اور اس کی رحمت نے احاطہ کیا ہوا ہے وہ انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے اور انسان کامل کو پیدا کرنا مقصود تھا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ چونکہ ہر چیز انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے اس لئے اَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً (لقمٰن آیت ۲۱) کہ

ظاہر و باطن کی نعمتیں

بڑی کثرت کے ساتھ انسان پر نازل ہوتی ہیں اور وہ گنی نہیں جا سکتیں۔ دوسری جگہ آیا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے۔ اس رحمت کو ظاہر کرنے کے لئے اور ایسے سامان پیدا کرنے کے لئے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ان وسیع رحمتوں کا عرفان حاصل کرے، ایک ایسی ہستی ایک ایسا انسان پیدا کیا گیا جس کو کامل استعدادیں دی گئیں جو پورے طور پر نشو و نما حاصل کر چکی تھیں۔ وہ انسان کی طرف بھیجا گیا تاکہ انسان کو بتایا جا سکے کہ جب خدا کا کوئی بندہ خدا کا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ سلوک یہ ہوتا ہے کہ ہر چیز جو خدا نے پیدا کی ہے وہ اسی کی ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی اتنی رحمتیں اور اتنے فضل اور انعام اس بندے پر نازل ہوتے ہیں کہ جن کا حد و شمار نہیں۔

اسی غرض کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث کیا گیا اور کہا گیا کہ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء آیت ۱۰۸) ہم نے تجھے عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ یہ فقرہ تو بہت چھوٹا ہے لیکن اس کے معانی نے بھی دُنیا کی ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

پہچاننے کے لئے اور آپ کی عظمت اور آپ کے جلال کو جاننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارے ذہن میں یہ بات حاضر ہو کہ آپ کس معنی میں اور کن کے لئے رحمت ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی شکل میں جو تعلیم آپ کے ذریعہ انسان کو دی، جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو ہمیں وہ عجیب کتاب نظر آتی ہے جسے ہم قرآن عظیم کہتے ہیں یا ہم قرآن کریم کہتے ہیں یا ہم قرآن مجید کہتے ہیں۔ ہر بات جس کی انسان کو ضرورت تھی جس کے نتیجہ میں انسان نے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا علم حاصل کرنا تھا اور ان سے حصہ لینا تھا۔ وہ راہیں جن پر چل کر انسان نے خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنا تھا وہ سب اس عظیم کتاب میں بیان ہوئی ہیں۔

قرآن کریم نے جو یہ کہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ یہ کس معنی میں ہے کیونکہ اصل مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمتوں اور اس کی عظیم صفات کا، اس کی کبریائی اور جلال اور عظمت کا عرفان دیا جائے اس لئے ضروری ہے کہ ہمیں یہ علم ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس معنی میں رحمت ہو کر آئے۔

قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے کہ

خدا تعالیٰ کی رحمت

اس کی دو صفات کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں ایک اس کی رحمانیت ہے اور دوسرے اس کی رحیمیت ہے۔ خدا رحمان بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ اس کے رحمان ہونے کی صفت کا ربوبیت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ دُنیا کی ہر چیز جس کو پیدا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پرورش کرتا ہے اور ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ وہ انسان کے لئے فائدہ مند بن جائے کیونکہ ہر چیز انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم اور آپ کا وجود بے جان چیزوں کے لئے بھی رحمت ہے۔ ایک تو جاندار چیزیں ہیں جن میں چوپائے بھی ہیں پرندے بھی ہیں چرند بھی ہیں اور انسان بھی ہیں۔ اور ایک بے جان چیزیں ہیں مثلاً ستارے ہیں، گیلیکسیز (GALAXIES) ہیں، درخت ہیں، پانی ہے، اجناس ہیں وغیرہ بے شمار چیزیں ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم نے بے جان چیزوں کے حقوق کو بھی بیان کیا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اس ہدایت کے ذریعہ سے ان حقوق کی حفاظت بھی کی گئی ہے۔ پس آپ کی رحمت بھی خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی وسعتوں کے ماتحت ہے۔ انسان خدا تعالیٰ کی وسعتوں کو تو نہیں پہنچ سکتا لیکن اپنے کمال کو پہنچا ہوا انسان جتنا کامل بن سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کمال کو حاصل کیا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت نے ہر چیز کا حق بتایا بھی اور اس کی حفاظت بھی کی۔

بنیادی طور پر قرآن کریم نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ہر چیز کا یہ حق ہے کہ جس غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے اس کا استعمال نہ کیا جائے۔ ہر مخلوق کا یہ حق اسلام نے قائم کیا ہے اور اسلامی تعلیم نے اس کی حفاظت کی ہے۔ مثلاً فرمایا لَا تُسْرِفُوْا (الاعراف آیت ۳۲) اسراف نہ کرو۔ اسراف کے معنی ہی خدا تعالیٰ کے قانون کی حدود سے تجاوز کرنا ہیں۔ پس اس کے یہی معنے بنتے ہیں کہ ہر چیز کے متعلق خدا تعالیٰ نے کچھ قانون بنائے ہیں ان کی پیدائش کی کوئی غرض بیان کی ہے اس کے خلاف تم نے اس کو استعمال نہیں کرنا۔ انسان جب بہکتا ہے اور بسا اوقات بہکتا اس وقت زیادہ ہے جب وہ

علم کے میدان میں

اور تحقیق کے میدان میں کافی آگے نکل چکا ہو، تو وہ دنیا کے لئے عذاب اور ہلاکت کے سامان پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ ایٹم کی طاقت کا غلط استعمال ہمیں بتا رہا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشیاء کے لئے بھی رحمت ہیں کیونکہ آپؐ ایک ایسی تعلیم لے کر آئے جس نے انسان کو یہ بتایا کہ دیکھو یہ اشیاء خاص غرض کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور ان اغراض کے لئے ہی ان کا استعمال ہونا چاہیئے اور جو قوانین ان کو GOVERN (گورن) کرنے والے ہیں ان سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد ہم جانداروں کو لیتے ہیں۔ یہ ایسی عظیم کتاب ہے کہ اس نے جانداروں کے حقوق بھی قائم کئے ہیں اور ان کی حفاظت بھی کی ہے۔ بعض جاندار ایسے ہیں کہ جن کی افادیت ان کی غذائیت میں نہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لئے نہیں پیدا کیا کہ انسان ان کو کھائے۔ مثلاً سور ہے یا درندے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے، اسلام نے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت

نے ہمیں کہا کہ ایسے جاندار جن کی افادیت ان کے کھانے میں نہیں بلکہ اور چیزوں میں ہے۔ تو جس غرض کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے اس غرض کے لئے ان کو استعمال کرو (یہ بڑا لمبا مضمون ہے سانپوں کے متعلق مکھیوں کے متعلق اسی طرح دیگر چیزوں کے متعلق بہت گفتگو کی جا سکتی ہے تھوڑی بہت میں بھی کر سکتا ہوں لیکن اس وقت میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا) اسلامی تعلیم یہ ہے کہ خدا کے قانون کو توڑنا نہیں، حدود سے تجاوز نہیں کرنا، اسراف نہیں کرنا۔ کھانے کے لحاظ سے بھی اسراف ہے (جسم کی ضرورت سے کم کھانا بھی منع ہے لیکن زیادہ کھانا اسراف اور ضیاع ہے) اور ایک اسراف اس طور پر ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہوئے اغذیہ یعنی غذاؤں میں سے بعض کو اپنی غفلت اور نالائقی کی وجہ سے اور بے پرواہی کی وجہ سے ضائع کر دے اور تلف کر دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی پلیٹ میں اتنا ہی سالن ڈالا کرو کہ ایک لقمے کا سالن بھی ضائع نہ ہو۔ کھانے والی چیزوں میں میں نے جو سالن کی مثال لی ہے یہ غیر جاندار چیزوں پر بھی اطلاق پاتی ہے لیکن اونٹ کا گوشت ہے،

دنبے کا گوشت

ہے ان کا بھی سالن پکتا ہے۔ پھر کہا کہ جنگلوں میں جو آزاد جانور رہتے ہیں تم محض شوقیہ ان کا شکار نہ کیا کرو کہ تمہیں ضرورت تو نہیں شکار کرو اور پھر پھینک دو۔ اس سے منع کیا۔ کہا کہ جتنے کی ضرورت ہے اتنا شکار کرو کیونکہ وہ پیدا ہی انسانی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کئے گئے ہیں۔ پھر جو پالے ہوئے جانور ہیں مرغیاں اور دوسری چیزیں ہیں ان کو دکھ دینے سے آپؐ نے بڑی سختی سے منع کیا ہے۔ ہر جاندار کے متعلق کہا کہ ان کی تکلیف کو دور کرنا ہے۔ جانداروں کے متعلق، غیر انسان کے متعلق یہ تعلیم دی، کتے اور بلی تک کے متعلق کہہ دیا کہ ان کا خیال رکھنا بڑا ثواب کا کام ہے۔ گھر کے پالتو جانوروں کے متعلق کہا کہ ذبح کرتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھو کہ ان کو تکلیف نہ ہو کم سے کم تکلیف میں ان کی جان نکلے۔ کیونکہ اصل مقصد تو یہ ہے کہ انسان ان کو کھائے اسی لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے لیکن ان کو تکلیف پہنچا کر تو انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ غرض ان معنوں میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن ہیں۔ پھر انسان ہے، بنی نوع انسان۔ ان میں کافر بھی ہیں اور مومن بھی ہیں۔

خدا تعالیٰ کی رحمانیت

کا تعلق کافر سے بھی ہے اور اس کے جلوے کافر دیکھتا ہے اور اس کی رحمانیت کا تعلق مومن سے بھی ہے اور اس کے جلوے مومن دیکھتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن کی حیثیت سے رحمانیت کے مظہر کامل ہیں۔ چنانچہ اسلامی تعلیم ایک غیر مومن کے (جو ابھی اسلام نہیں لایا)

حقوق کو بھی قائم کرتی ہے اور ان کی حفاظت بھی کرتی ہے۔ میں نے پہلے بھی کئی بار بتایا ہے کہ اس وقت کی مہذب دنیا کا مزدور اپنے حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد تو کر رہا ہے لیکن اسے اپنے حقوق کا علم نہیں۔ نہیں جانتا میرا حق ہے کیا۔ یہ قرآنی ہدایت کا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ آپؐ نے انسان کو بتایا کہ تیرا حق کیا ہے اور پھر تعلیم دی کہ یہ حقوق بہرحال ادا ہونے چاہئیں۔ لیکن انسان صرف مزدور کی حیثیت میں تو اس دنیا میں زندگی نہیں گزارتا۔ یہ ایک ایسا جاندار ہے جو گہرے جذبات رکھتا ہے۔ چنانچہ انسان مومن ہو یا کافر اس کے جذبات کا خیال رکھا اور ان میں کوئی تفریق پیدا نہیں کی۔ بعض دوسرے مذاہب نے بعض باتوں میں تفریق کی ہے لیکن اسلام نے انسان انسان میں کوئی تفریق پیدا نہیں کی۔ جہاں تک انسانی جذبات کا تعلق ہے مومن اور کافر میں فرق نہیں۔

انسانی جذبات برابر ہیں

ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ اسے خواہ مخواہ طعن و تشنیع نہ کی جائے۔ ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ بلاوجہ اس کے فضول القاب نہ رکھے جائیں، برے نام نہ رکھے جائیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ قید لگائے بغیر کہ وہ مسلمان ہے یا کافر یہ کہا کہ انسان کے برے برے نام نہیں رکھنے۔ برے نام رکھنے سے اور طعن و تشنیع کرنے سے منع کیا۔ خواہ کوئی مومن کے نام رکھے تب بھی برا اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور کافر کے نام رکھے تب بھی برا۔ اور بیسیوں مثالیں ہیں۔ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اور لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات آیت ۲۰) کے علاوہ فرمایا وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج آیت ۳۱) کہ جھوٹ نہیں بولنا۔ یہ نہیں کہا کہ مسلمان کے خلاف جھوٹ نہیں بولنا۔ پھر اسلام نے کہا کہ کسی کے خلاف بھی جھوٹ نہیں بولنا اور ہر ایک کے حق میں اور ہر ایک کے متعلق سچی بات کہنی ہے، جھوٹ ہرگز نہیں بولنا۔ پھر اسلام نے کہا کہ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (النساء آیت ۱۱۳) کسی انسان پر بہتان نہیں باندھنا۔ اسلام نے یہ نہیں کہا کہ کسی مسلمان پر بہتان نہیں باندھنا بلکہ کہا کہ کسی انسان پر بہتان نہیں باندھنا۔ انسان پر بہتان لگا کر یہ نہ کہا جائے کہ اس نے یہ قصور کیا ہے یا یہ گناہ کیا ہے۔ پھر

اسلام کہتا ہے

کہ انصاف پر قائم رہتے ہوئے سچی گواہی دینی ہے كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ (النساء آیت ۱۳۶) اسلام یہ نہیں کہتا کہ مسلمان کے حق میں سچی گواہی دینی ہے اور کافر کے خلاف بے شک جھوٹی گواہی دیدو۔ اسلام کی یہ تعلیم نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ رحمۃ للعالمین ہیں مومن اور کافر سب کے حقوق کی حفاظت کی ہے۔ پھر اسلام کہتا ہے کہ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدہ آیت ۹) اسلام کہتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ عدل اور انصاف کو قائم رکھنا ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ اگر کوئی غیر مومن ہے اور غیر مسلم ہے تو اس پر ظلم کرنا جائز ہے بلکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ جتنا ایک مسلمان پر ظلم کرنا برا ہے اتنا ہی غیر مسلم پر ظلم کرنا برا ہے اور خدا تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہے اور گناہ ہے اور خدا تعالیٰ کے غضب کو مول لینے والی بات ہے۔

بعض مذاہب کی طرح اسلام یہ نہیں کہتا کہ مومن یا مسلمان سے سود نہ لے، اسلام یہ کہتا ہے کہ کسی سے بھی سود نہ لے خواہ وہ عیسائی ہو یا یہودی ہو یا ہندو ہو یا سکھ ہو یا کوئی بدمذہب ہو، کمیونسٹ ہو۔

سود کسی سے بھی نہیں لینا

میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا میں ہر چیز کی چھوٹی چھوٹی مثالیں دے رہا ہوں۔ جس وقت بعض قومیں کسی علاقہ پر غالب آجاتی ہیں تو وہ یہ بھی کیا کرتی ہیں کہ سود کے ذریعہ سے استحصال دولت کرتی ہیں۔ تو اسلام

نے یہ نہیں کہا کہ سُود کے ذریعہ سے دولت سمیٹنے کے لئے غیروں کو نشانہ نہ بناؤ بلکہ یہ کہا کہ کسی سے بھی سُود نہیں لینا۔ پھر اسلام یہ نہیں کہتا کہ مسلمان کو گالی نہیں دینی بلکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ غیر مسلم کو بھی، جو اسلام پر ایمان نہیں لایا، اس کو بھی گالی نہیں دینی۔ ان کے خداؤں کو بھی گالی نہیں دینی۔ شرک ہے یہ اتنا بڑا ظلم ہے لیکن اسلام کہتا ہے کہ اُن کے بُتوں کو بھی گالی نہیں دینی۔ پس اسلام نے انسان کے حقوق بھی قائم کئے ہیں۔ اور انسان کے حقوق کی حفاظت بھی کی ہے۔ مَیں نے چند مثالیں دی ہیں۔ ورنہ سارا قرآن کریم اس سے بھرا ہوا ہے۔

مَیں جب ۱۹۶۷ء میں لندن گیا تو ایک جگہ کچھ غیر مسلم اکٹھے ہوئے تھے اور مجھے وہاں تقریر کرنی پڑی۔ مَیں نے سوچا کہ ان کو یہی باتیں بتاؤں۔ چنانچہ مَیں نے ۸-۱۰ باتیں لیں اور ان کو بتایا کہ تم اگرچہ اسلام پر ایمان نہیں لاتے مگر اسلام پھر بھی تمہارے جذبات کی اور تمہارے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اُن کو مثالیں دے کر بتایا۔

اسلامی تعلیم بہر حال مؤثر ہے

اور اس کا اُن پر اثر ہوا۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے جان چیزوں کے لئے بھی رحمۃ للعالمین ہیں۔ اور جانداروں کے لئے بھی اور کافروں کے لئے بھی رحمۃ للعالمین ہیں اور مومنوں کے لئے بھی۔

اب ہم انسانی حقوق سے آگے بڑھ کر اور بلند ہوکر رُوحانی حقوق میں داخل ہوتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُوحانی میدانوں میں انسان کے لئے اس قدر رُوحانی ترقیات کے دروازے کھولے ہیں کہ جن کا کوئی شمار نہیں رُوحانی ترقیات میں پہلی بات جو انسان کا دماغ سوچتا ہے مثلاً اگر کسی عیسائی یا ہندو کو اسلام کی صداقت سمجھ آجائے تو پہلی بات وہ یہ سوچے گا کہ پچاس سال میری عمر ہو گئی۔ مَیں بُتوں کو پُوجتا رہا، شرک کرتا رہا، کبیرہ گناہ مَیں نے کئے، لوگوں کے مَیں نے حقوق مارے، انسانوں پر ظلم کئے، بداخلاقیاں کیں، غلط طریق سے مال اکٹھے کئے، سُود کے ذریعہ سے پیسہ سمیٹا، اس قدر گناہ ہیں کہ ان کا کوئی شمار نہیں۔ گناہوں کی یہ گٹھڑیاں اُٹھا کر مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤں تو میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ مومن کا، ایمان لانے والے کا پہلا سوال زبانِ حال سے یہی ہے۔ چنانچہ اعلان کیا قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر آیت ۵۴) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں اس لئے تمہیں کوئی خوف نہیں ہے اگر تم ایمان لے آؤ، اگر تم

سچی توبہ کر لو،

اگر تم یہ عہد کرو کہ آئندہ ان گناہوں کو ترک کر دو گے اور اسلام کی بتائی ہوئی نیکیوں پر قائم ہو جاؤ گے تو تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

دوسرا خیال جو ایمان لانے والے انسان کے دماغ میں آسکتا ہے اور آنا چاہیئے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ رُوحانی ترقیات کے لئے بڑا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مَیں انسان ہوں، کمزور انسان ہوں، بشری کمزوریاں میرے ساتھ لگی ہوئی ہیں کوشش کے باوجود بھی غفلت اور سستی کے لمحات بھی میری زندگی میں آئیں گے، کچھ گناہ مجھ سے سرزد ہو جائیں گے، کچھ نیکیاں مجھ سے چھوٹ جائیں گی تو میرا حشر کیا ہوگا۔ کیا ایمان لانے کے بعد بھی مجھے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا؟ خدا تعالیٰ نے اسی جگہ یہ اعلان کر دیا کہ اگر تم نیک نیتی سے اور پوری توجہ کے ساتھ نیکیوں پر قائم ہو گے تو تمہاری نیکیاں اپنی جگہ پر ہوں گی لیکن تمہاری جو غلطیاں اور گناہ اور قصور ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا اور اپنی مغفرت کی چادر میں تمہیں لپیٹ لے گا۔ اس لحاظ سے بھی ایک مومن کے لئے آپؐ رحمت بن کر آئے۔

تیسرا سوال جو ایک سمجھدار انسانی دماغ سوچے گا یہ ہے کہ اگر مَیں اسلام لے آؤں تو مجھے کیا ملے گا؟

بڑا ضروری سوال

ہے۔ انسانی فراست اور انسانی عقل یہ سوال کرتی ہے کہ اگر مَیں اسلام لے آؤں اگر مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤں۔ اگر مَیں قرآن کریم کو سچی کتاب سمجھ لوں اور اس پر عمل کروں تو مجھے ملے گا کیا؟ اس کے لئے خدا تعالیٰ نے رحمۃ للعالمینؐ کو ہمارے لئے اُسوہ بنایا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ؕ (الاحزاب آیت ۲۲) اور یہ اعلان کر دیا کہ مَیں نے ایک مثال سامنے رکھ دی ہے یہ ہے ہمارا بندہ، ہر لحاظ سے ہمارا، کامل اور مکمل انسان! جس نے اپنی ساری رُوحانی استعدادوں کو کامل نشوونما پانے کی ہمارے فضل سے توفیق پائی ہے یہ تمہارے سامنے کامل نمونہ ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران آیت ۳۲) تم اس کی اتباع کرو تو تمہیں تمہاری استعدادوں کے مطابق وہی کچھ مل جائیگا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی استعدادوں کے مطابق خدا سے ملا اس کو

ہم محاورہ میں کہتے ہیں

کہ اتنا ملا کہ overflow (اوور فلو) کر جائے۔ برتن چھلک جائے۔ اتنا ہو کہ جھولی میں نہ سما سکے۔ خدا تعالیٰ تو اتنا دیتا ہے کہ اگر انسان صحیح راستہ پر گامزن ہو تو اس کی استعداد کے مطابق اس کو سب کچھ مل جاتا ہے اور کوئی کمی نہیں رہتی۔

لیکن یہ تو اصول ہے نا۔ ملتا کیا ہے؟ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کے مطابق جو سب کچھ ملتا ہے وہ سب کچھ ہے کیا؟ پہلے تو کہا کہ سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس معنی میں رحمت ہیں کہ اگر انسان آپؐ کی اتباع کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کا عشق اسے بخشا جائے گا۔ اور معرفتِ الٰہی کے بعد خدا تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کی جائے گی اور اس کے نتیجہ میں اسی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ غیر اللہ سے کامل رہائی حاصل ہو جائے گی۔ اور جو تکیہ کیا جاتا ہے کسی شئے پر یا کسی انسان پر کسی جتھے پر یا کسی سیاسی اقتدار پر یا کسی حکومت پر یا کسی بین الاقوامی تنظیم پر اس کا کوئی سوال نہیں رہے گا۔ بلکہ غیر اللہ سے پوری رہائی مل جائیگی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا عشق انسان کے دل میں پیدا ہو جائے گا تو محبت اور عشق کا ایک نتیجہ تو یہ نکلا کہ غیر اللہ سے رہائی حاصل ہو جائے گی۔ اور دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدا تعالیٰ کو پہچاننے کے بعد، خدا تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے بعد، اس کی محبت دل میں پیدا ہو جانے کے بعد انسان گناہوں سے نجات حاصل کر لے گا۔ گناہ پر جرأت نہیں کرے گا۔

ہمارا دماغ ہمیں یہ پُوچھتا ہے کہ ہمیں اور کیا ملے گا؟

خُدا کہتا ہے

کہ تمہیں اس دُنیا میں جنّت مل جائے گی۔ محض جنّت نہیں بلکہ اس دُنیا میں تمہیں پاک زندگی اور جنّت ملے گی اور نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے تم نکالے جاؤ گے اور رُوحانی زندگی تمہیں بخشی جائے گی۔

پس اس معنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ ہر شئے کے حقوق کی تعیین کی اور ان کی حفاظت کا سامان کیا۔ ہر شئے کے حقوق کی جب تعیین کی اور ان کی حفاظت کی تو ان کے لئے رحمت بن گئے۔ ہر جاندار کے حقوق کی تعیین کی اور ان کے حقوق کی حفاظت کی اور ہر جاندار کے لئے آپ رحمت بن گئے۔ پھر کافر و مومن ہر انسان کے حقوق کی تعیین کی اور ان کی حفاظت کی۔ مسلمان کے غصّے سے بھی غیر مسلم کو بچایا، ایک مسلمان کے ہاتھ کے ظلم سے بھی ایک غیر مسلم کو بچایا اور کہا کہ اگر تم میری اتباع کرنا چاہتے ہو تو تم عدل اور انصاف کو نہیں چھوڑو گے۔ اس لحاظ سے آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں۔ پھر جو لوگ اسلام لائے جو مسلمان ہو گئے، جن کے سامنے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ

(باقی آگے صفحہ ۱۰ کالم نیچے ملاحظہ ہو)

"بدر" نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہت قابلِ قدر خدمت کی ہے

اور تمام عرصہ ہر لحاظ سے بلند معیار قائم رکھا ہے

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق صدر عالمی عدالت انصاف (ہیگ) کا

بدر کے متعلق تازہ مکتوبِ گرامی !

اخبار بدر قادیان کے چھبیس ۲۶ سالہ خصوصی نمبر کی اشاعت کے سلسلہ میں مدیر بدر کی درخواست پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہ العالی نے لندن سے ازراہ شفقت و احسان جو گراں قدر گرامی نامہ ارسال فرمایا، قارئین بدر کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت ممدوح کے نافع الناس ہستی وجود کو ہمارے اندر تا دیر سلامت رکھے۔ آمین —— (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لندن - ۳۰ نومبر ۱۹۷۷ء

مکرمی ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا والا نامہ مرقومہ ۱۴ نومبر شرفِ صدور لایا۔ جزاکم اللہ۔

بدر کا ہفتہ وار پرچہ باقاعدگی سے میسر آجاتا ہے اور خاکسار اسے بڑے شوق سے مطالعہ کرتا ہے۔ فالحمد للہ۔

چھبیس ۲۶ سال کے عرصہ میں اسے کامیابی کے ساتھ جاری رکھنے پر خاکسار کی طرف سے دلی مخلصانہ مبارکباد قبول فرمائیں۔

بدر نے شروع سے لے کر تمام عرصہ میں ہر لحاظ سے بلند معیار قائم رکھا ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہت قابلِ قدر خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے جملہ معاونین اور رفقائے کار کو اپنے فضل اور رحم سے اجرِ عظیم سے سرفراز کرے اور اس خدمت کو اعلیٰ پیمانے پر ادا کرتے جانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

والسلام۔ خاکسار :
ظفر اللہ خان

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۹

...ا اور جنہوں نے آپؐ کی اتباع کی ان کو خدا کی درگاہ تک پہنچا دیا اور ان کو ہر چیز ...گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو تیرے عاشق بندے ...ہیں ان کو تو دنیا کی "ہر چیز" دے دیتا ہے لیکن جب تو انہیں مل جائے تو ...یا کی "ہر چیز" کی انہیں کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے تو ہی ان کے لئے کافی ہے۔ غرض ...اللہ تعالیٰ نے اِن معنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مومن کے لئے بھی رحمت بنایا۔ یہ بڑا وسیع مضمون ہے۔ قرآن کریم میں یہی مضمون بیان ہوا ہے کہ کس طرح کس رنگ میں اور کس کیلئے ...ؐ رحمت بنے۔ میں نے چند مثالیں دے کر آپ کو بتایا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ...ر آپؐ کا بلند اور ارفع مقام ہے۔ اتنا احسان ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم غریب ...جز بندوں پر جو کہ اپنی اپنی استعداد اور سمجھ کے مطابق آپؐ کی پیروی کرنے ...الے اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو حاصل کرنے والے ہیں کہ ہمارا نفس ہمیں کہتا ہے ...ر ہماری روح ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم کثرت کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ ...یہ وسلم پر درود بھیجا کریں اور وہ بھی کافی نہیں ہوگا۔ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ !

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

روداد غمِ حضورؐ کے در پر سنائیں گے

ربوہ میں انصار اللہ کے اجتماع (منعقدہ ۲۸ تا ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۷ء) پر جناب ثاقب صاحب زیروی ایڈیٹر ہفت روزہ "لاہور" نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے قبل جو اپنا تازہ کلام در مدح سید کونین پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ترنم سے سنایا، وہ قارئین بدر کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ !
(ایڈیٹر بدر قادیان)

دِل کی زباں سے نعتِ پیمبر سنائیں گے
ہم شب زدوں کو حرفِ منوّر سنائیں گے

محبوبِ کبریاؐ کے پسینے کے نام پر
افسانۂ حیاتِ معطّر سنائیں گے

سینے میں موجزن ہے حقیقت کی آبجو
قطرے کو داستانِ سمندر سنائیں گے

آنکھوں کو مِل گئی جو بصیرت کی روشنی
پڑھ کر کتابِ چہرۂ انور سنائیں گے

دنیا کے پتھروں سے کہیں کیا حدیثِ غم
روداد غم حضورؐ کے در پر سنائیں گے

محرومیوں کے درد کو لفظوں میں ڈھال کر
موقع ملا تو سرِ محشر سنائیں گے

یہ سانحاتِ غم، یہ حکایاتِ خونچکاں
ہنس کر سنائیں گے کبھی رو کر سنائیں گے

صرف اذنِ گفتگو کا ہمیں انتظار ہے
جو کچھ گزر رہی ہے برابر سنائیں گے

ثاقب ہر اک افق پہ ہے مدحتِ رسولؐ کی
جو کچھ سنا ہے ہم نے وہ گھر گھر سنائیں گے

احمدی انجینیر صاحبان توجہ فرمائیں !

ایسے احمدی انجینیر حضرات جن کو بلڈنگس اور عمارات کی تعمیر وغیرہ کا تجربہ ہو۔ مہربانی فرماکر اپنے نام اور پتہ جات سے نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔ ان سے دارالمسیح اور دیگر مقدس مقامات کی مرمت اور دیرپا حفاظت نیز منارۃ المسیح پر دیرپا سفید پینٹ کے بارے میں مشورہ مطلوب ہے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

اصحاب بدر کے نقش قدم پر

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

لفظ درویش اپنے لغوی معنی کی رُو سے ان لوگوں پر اطلاق پاتا ہے جو دنیا سے مُنہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر دھونی رما کر بیٹھ جاتے ہیں۔ قرونِ وسطیٰ میں اس لفظ کا استعمال بے محل بھی ہوتا رہا ہے۔ لیکن حقیقت اپنی جگہ پر قائم ہے اللہ تعالیٰ کے در سے چمٹنے یا لپٹنے والے کو درویش کہتے ہیں۔ جن کی زندگی کا مقصد خدا کے نام کو روشن کرنا ہوتا ہے۔ مذہبی تاریخ میں اس آخری دَور میں اس لفظ کا صحیح اطلاق ان خدا رسیدہ لوگوں پر ہوا ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تعلق پیدا کر کے اپنی جانوں اور مالوں کو خدا کے لئے قربان کر دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"مَیں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صُورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۸)

انبیاء کی جماعتوں پر ابتلاء کے دَور آتے رہے ہیں اس زمانہ میں بھی خلافتِ ثانیہ میں ۱۹۴۷ء کے پُر خطر انقلاب نے جماعتِ احمدیہ کے لئے بھی ایک عظیم ابتلاء 'داغِ ہجرت' کی صورت میں پیدا کر دیا تھا۔ قرآنی پیشگوئیوں کے مطابق جماعت کا کثیر حصہ نظام کے ماتحت ہجرت پر مجبور ہوا۔ اور صرف ۳۱۳ گویا بدری صحابہ کی تعداد کے مطابق احمدی احباب سر سے کفن باندھے اس عزم کے ساتھ قادیان میں مقیم ہو گئے کہ ہم بہر حال مقاماتِ مقدسہ کی خدمت و حفاظت کریں گے اور ہر قربانی کر کے مرکزِ احمدیت میں مقیم رہیں گے۔ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب نے جو اس وقت قادیان میں تھے اس گھڑی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

"آخری قافلہ یہاں سے ۱۶ر نومبر ۱۹۴۷ء کو گیا اللہ تعالیٰ نے پھر ایک سکون بخشا اور سب کے دِل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اچھا اب جو مقصد ہمارے رہنے کا ہے وہ پورا ہوا ہے۔ مبالغہ نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے پیچھے رہنے والوں میں ایک معجزانہ تبدیلی پیدا ہو گئی .... وہ لوگ جو صرف فرائض پر ہی اکتفاء کرتے تھے بہت شوق سے نوافل پر زور دینے لگے اور جو کہ پہلے ہی نوافل کے عادی تھے انہوں نے مزید عبادت پر زور دیا۔ کسی کے دِل میں ذرا بھی انقباض نہیں کہ ہم کیوں ٹھہرے ہیں بلکہ دِل سے خوش ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ خدا نے یہ فضل کیا کہ ہمیں یہاں ٹھہرنے کا موقعہ ملا۔"

(الفضل ۱۰ر جنوری ۱۹۴۸ء)

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ .... الخ اس آیت کریمہ کی تفسیر ہمیشہ درویشوں نے اپنے پر پورا اترتے ہوئے از خود مشاہدہ کیا ہے تفصیل میں جانے کی گنجائش نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ بہت سے اوقات میں درویش بھائیوں کو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر زندگی کے لمحات بسر کرنے پڑتے ہیں۔ مخالفین کی طرف سے سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ جھوٹی رپورٹیں لکھوائی گئیں۔ حکام کو اکسانے کے لئے ہر قسم کے حیلے اختیار کئے گئے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ وہ نان جو اللہ تعالیٰ نے محمدی درویشوں کے لئے مسیح پاک کو دیا تھا اس کے طفیل سوشل بائیکاٹ بھی بیکار گیا۔ اور وہ وعدے جو خدا تعالیٰ نے الدار کے محافظین کے لئے فرمائے تھے ان کے نتیجے میں مخالفین کی سب تدبیریں ناکام ہوئیں اور آخر وہ گھڑی آگئی کہ پھر درویش بھائی سارے بھارت کو خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے میدانِ عمل میں آگئے پھر تبلیغ احمدیت و اسلام کے لئے نوجوان ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ایک باقاعدہ تنظیم کے تحت جانے لگے اور مرکز سے اخبار بدر کو بھی جاری کیا آج بھی وہ اپنی پوری آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے۔ ہزاروں کروڑوں انسانوں تک پیغام حق پہنچا رہا ہے۔

ہندوستان میں تبلیغی و مذہبی خدمات

جماعتِ احمدیہ کے قیام کا مقصد احیاءِ دین اور اشاعتِ اسلام ہے۔ انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں ہندوستان میں اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ مخالفینِ اسلام اسلام کو مٹانے کے درپے تھے اور مسلمان بے کسی کے عالم میں تھے۔ ان میں دفاعی قوت نہ تھی۔ علماء باہم خلفشار کا شکار ہو گئے تھے غرض اسلام کی یہ حالت تھی جس کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں کھینچا ہے ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچوں افواج یزید
دینِ حق بیمار و بے کس ہمچوں زین العابدین

ایسے نازک وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قادیان کی بستی میں مبعوث فرمایا اور آپ نے تنِ تنہا اسلام کی دفاعی جنگ کا نعرہ بلند فرمایا مخالفین اسلام کو روحانی ہتھیاروں اور عقلی دلائل سے وہ شکست دی جس کا اعتراف دشمنوں کو بھی کرنا پڑا۔ اس کامیابی کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ آپ کی وفات کا وقت قریب آگیا ہے تو آپ نے اپنے اردگرد جمع ہونے والے پروانوں کو یہ اطلاع دیتے ہوئے اپنے اصل غرض کی طرف ان الفاظ میں توجہ دلائی کہ:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے"

(الوصیت صفحہ ۸)

جماعتِ احمدیہ نے ان ہدایات کی تعمیل حرف بحرف کی اور تبلیغِ اسلام کو اپنا مقصدِ وحید قرار دیا اور جان و مال سے اس راہ میں جہاد کیا ۱۹۴۷ء سے قبل جماعتِ احمدیہ قادیان کے ذریعہ بالخصوص خلافتِ ثانیہ کے عہد میں تبلیغی مشنوں اور لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک اسلام کی آواز بلند کی۔ ۱۹۴۷ء کے انقلابات سے حالات بدل گئے لیکن اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان فضل و احسان ہے کہ جہاں پر پاکستان کے مرکز ربوہ سے پہلے کی طرح واقفین زندگی و مبشرین دنیا کے اطراف و اکناف میں جا رہے ہیں اور سلسلہ احمدیہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے اسی طرح ہندوستان میں نظارت دعوۃ و تبلیغ کے زیرِ نگرانی ہندوستان کے کونے کونے میں اسلام کا نام بلند ہو رہا ہے اور توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے۔ راس کماری (جنوبی ہند) سے لے کر کلکتہ سے بمبئی اور ساحل مالابار تک ہر جگہ مبلغین خدا تعالیٰ کے دین کا ڈنکا بجا رہے ہیں اور غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

ملکی خدمات کے لحاظ سے درویشاں کی خدمات

صدر انجمن احمدیہ نے اپنے نہایت ہی محدود ذرائع اور غیر معمولی مخالفانہ حالات کے باوجود اپنی انسانی ہمدردی کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے ملکی تقسیم کے بعد سے ہی قادیان میں اپنی طرف سے ایک خیراتی شفاخانہ کھول رکھا ہے جو کہ "احمدیہ شفاخانہ" کے نام سے موسوم ہے جو اس وقت بھی ہر مذہب و ملت کے لوگوں کے لئے یکساں طور پر نہایت ہی اخلاص کے ساتھ طبی امداد پہنچاتا چلا جا رہا ہے علاوہ ازیں ۱۹۵۹ء میں جن دنوں ضلع بیٹ میں سیلاب آیا تھا صدر انجمن نے شفاخانہ احمدیہ کے زیرِ نگرانی طبی امداد و والنٹیئر بھیجا کر علاقہ بیٹ کے موضع چیمہ میں پورا ماہ تک احمدیہ کیمپ کھولے رکھا۔ دوران علاقہ بیٹ کے ۲۶ سیلاب زدہ دیہات میں طبی امدادی پارٹی نے ہزاروں مریضوں کا مفت علاج کیا شفاخانہ کی کارکردگی کے متعلق جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب وزیر صحت پنجاب تحریر فرماتے ہیں:-

"مجھے اس خیراتی شفاخانہ کا معائنہ کر کے خوشی ہوئی ہے۔ جو احمدیہ جماعت کی طرف سے چلایا جا رہا ہے۔ اس شفاخانہ میں ہر مذہب و ملت کے اشخاص کو داخل کر کے علاج کیا جاتا ہے اس کا انتظام بہتر اور قابلِ تعریف ہے اس شفاخانہ میں روزانہ مریضوں کی تعداد قریباً ۱۵۰ ہے۔ اور اس وقت اس میں چار انڈور مریض داخل ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شفاخانہ کا انچارج ڈاکٹر قابل اور ہردلعزیز ہے جیسا کہ کافی تعداد مریضوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو اس شفاخانہ سے دوائی حاصل کرتے ہیں درحقیقت اس کے ذریعہ سے عام پبلک کے لئے بہت مدد اور خدمت کی جا رہی ہے۔ میں ڈاکٹر انچارج کو مبارکباد دیتا ہوں اور انجمن کو بھی جنہوں نے یہ اچھا کام کیا ہے۔ اور کر رہے ہیں۔ میں اس کی کامیابی اور ترقی کے لئے دعا کرتا ہوں۔"

(باقی صفحہ ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

از ـــ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ۔ مؤلف اصحاب احمدؑ قادیان

(۱)

تاریخ سے ظاہر ہے انبیاء کرام اور ان کے تابعین کو شدید مخالفتوں کے طوفانوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ ان کے رفقاء ارذل کہلاتے اور مورد تمسخر و استہزاء بنتے ہیں لیکن تائید الہٰی ان کے شامل حال ہوتی ہے اور وہ کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔ مخالفین نوحؑ غرقاب ہوئے۔ اور وہ کامیاب۔ ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ دہکتی آگ سے محفوظ رہے۔ اور صرف آپ ہی امام نہیں بنے بلکہ اولاد میں بھی سلسلۂ نبوۃ جاری ہوا۔ اور مقصود خلقِ عالم خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نسل سے پیدا ہوئے۔

(۲)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام تیرہ سال تک دردناک مظالم کا تختۂ مشق بنائے گئے۔ آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی آپ کو ہجرت کرنا پڑی۔ اس پر بھی مخالفین نے چین سے بیٹھنے نہیں دیا بلکہ آپ پر فوج کشی کی۔ لیکن تائید الہٰی دیکھئے کہ دو تین چار سالوں میں سارے عرب نے آپ کو شہزادہ کرلیا۔ اس طرح مکہ کے بارہ میں جو وعدۂ الہٰی ملا تھا کہ آنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ (البلد) کہ اس وقت تو آپ کا خون بہانا مخالفین حلال سمجھتے ہیں۔ ایسا انقلاب رونما ہوگا کہ آپ عزو احترام کے ساتھ یہاں اتریں گے۔

(۳)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تھی کہ اسلام کے عروج کے بعد مسلمان زوال پذیر ہوں گے۔ اور سمجھا جائیگا کہ بارگاہ الہٰی نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ لیکن ارشاد الہٰی ہے کہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (الضحیٰ) چنانچہ اس زوال کے بعد حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ کئی صد علماء نے آپ کے خلاف فتویٰ تکفیر صادر کیا۔ اور ایک ہمسایہ ملک میں بیدردی سے بعض احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ لیکن آپ ایک قربانی کرنے والی صالح جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے اور مسلم

طبقہ نے آپ کی خدمات دینیہ کا اعتراف کیا۔ مثلاً امام الہند کہلانے والے مولانا ابو الکلام آزاد نے ایک طویل مضمون میں تحریر کیا کہ

”وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو...... مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔...... یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرکے دکھا جاتے ہیں۔...... ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے۔ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔...... مرزا صاحب کا لٹریچر ...... قبولِ عام کی سند حاصل کرچکا ہے...... آئندہ اُمید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو“

(اخبار وکیل امرتسر)

(۴)

جماعتِ احرار نے حکومت وقت اور ایک بااثر سیاسی پارٹی کے تعاون سے ۱۹۳۴ء میں جماعت احمدیہ کے استیصال کا بیڑا اُٹھایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بُری طرح ناکام کیا۔ اور اس مخالفت کے وقت ”تحریک جدید“ جیسی مفید تحریک کا آغاز حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہوا۔ جس کے نتیجہ میں فرانس، سپین، ٹرانیڈاڈ، ملایا، عدن وغیرہ متعدد ممالک میں نئے مشن کھولے گئے اور پہلے سے قائم شدہ مشنوں کو کمک پہنچائی گئی۔ بہت سی زبانوں میں تراجم قرآن مجید کا انتظام ہوا اور وقفِ زندگی کی ایک لہر جماعت میں پیدا ہوگئی۔ اور پانچ ہزار افراد ایسے نکل آئے جنہوں نے اپنی مالی قربانیوں میں مستقل اضافہ سالانہ چندہ تحریکِ جدید کا کیا۔

(۵)

پھر اعداءِ احمدیت نے ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف منظم مخالفت کی۔ بعض احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ آتشزنی اور لوٹ مار ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں ایک زلزلہ پیدا کردیا اور اس وقت کی حکومت برطرف ہوئی۔ بعد میں حضرت امام جماعت مصلح موعودؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ جس سے حضور محفوظ رہے۔ لیکن احمدیت کا قافلہ رواں دواں رہا۔ اور ۱۹۷۴ء تک اس کی تنظیم اور طاقت بڑھ گئی۔ تعداد دنیا بھر میں ایک کروڑ ہوگئی۔ اور سالانہ بجٹ دو کروڑ روپے سے بڑھ گیا۔ اور مختلف ممالک میں میگزین وغیرہ جاری ہوئے۔ امریکہ کے لائف جیسے اخبار نے اپنا خصوصی نمائندہ بھجوا کر مشرقی اور مغربی مشنوں کے حالات حاصل کرکے شائع کئے۔ اسی دوران فضل عمر فنڈ اور نصرت جہاں فنڈ کی تحریکات ہوئیں جو وقف جدید، تحریک جدید اور دیگر مستقل چندوں کے علاوہ تھیں۔ جن میں قریباً ایک کروڑ روپیہ کی رقم جمع ہوئی۔ نصرت جہاں فنڈ سے ممالک مغربی افریقہ میں کالج اور شفاخانے کھولے گئے۔ شفاخانے خدمت خلق میں اتنے کامیاب ہیں کہ وزراء تک سرکاری شفاخانوں کی بجائے احمدیہ شفاخانوں میں آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ان میں شفا ملتی ہے۔

(۶)

جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء پر سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے قیام جماعت احمدیہ پر ایک صدی گذرنے پر جشن منانے کے لئے سابقہ چندوں کے علاوہ جو اڑھائی کروڑ سالانہ ہوتے ہیں مزید اڑھائی کروڑ روپے پندرہ سولہ سالوں میں دینے کی تحریک فرمائی۔ تاکہ ایک سو زبانوں میں اسلامی بنیادی لٹریچر اور متعدد زبانوں میں تراجم قرآن مجید شائع کئے جائیں وغیرہ احباب نے انشراحِ صدر سے قریباً بارہ کروڑ روپے کے وعدے کئے۔ جن کی وصولی ہو رہی ہے۔

مخالفین بھلا کیوں خاموش رہتے۔ مکہ شریف میں رابطۂ عالمِ اسلامی کانفرنس نے اپریل ۱۹۷۴ء میں جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے فیصلہ کیا کہ تمام مسلم ممالک احمدیوں کا مکمل بائیکاٹ اقتصادی اور سماجی طور پر کریں۔ اُن کے مُردوں کو اپنے مقابر میں دفن نہ ہونے دیں۔ اور اس کی ابتداء پاکستان میں اس وقت کے وزیر اعظم بھٹو کے ذریعہ کی گئی جس نے اپنی مرکزی پولیس شر انگیز طریقہ کے ذریعہ پاکستان بھر میں بھی بھرکر احمدیوں پر مظالم ڈھائے۔ کروڑوں روپے کی املاک نذر آتش کی گئی یا لوٹ لی گئیں اور کئی درجن احمدی بیدردی سے شہید کئے گئے۔ یہ فتنہ سامانی جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کرنے کے لئے نصف سال تک جاری رہی۔ بالآخر پاکستان نیشنل اسمبلی نے ۷ ستمبر کو فیصلہ کیا کہ جماعت احمدیہ NOT MUSLIMS ہیں۔

لیکن حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تلقین کے تحت جماعت احمدیہ نے بے نظیر ثبات قدم دکھلایا۔ دین کو دُنیا پر مقدم کیا جو کام جاری ہیں اُن میں کسی قسم کا رخنہ نہیں پڑنے دیا۔ اشاعتِ دین کے لئے اس وقت سے ہر سال گذشتہ سال سے کئی لاکھ روپیہ زیادہ چندہ جمع ہوتا ہے۔ ”صد سالہ جوبلی فنڈ“ کا پہلا پھل تعمیر مسجد احمدیہ گوٹن برگ ہے جو سویڈن ملک کی اوّلین مسجد ہے۔ گویا چودہ سو سال میں جس کام کی مسلمانوں کے دیگر فرقوں کو توفیق نہیں ملی اس کی توفیق جماعت احمدیہ کو نوّے سال کے اندر مل گئی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اوّلین بار گذشتہ سال امریکہ اور کینیڈا کا تین ہفتہ کا دورہ کیا۔ جس سے اشاعتِ اسلام کی مہم میں ایک جان پڑ گئی۔

(۷)

فرعون نے جو لاؤ لشکر والا تھا شہروں میں ظالمانہ رویہ اختیار کیا اور کثرت سے فسادات کئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سب پر عذاب کے کوڑے برسائے اور جماعت احمدیہ ۱۹۷۴ء میں جو فرعونیت کا شکار ہوئی۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو یہ وحیِ الہٰی ہوئی تھی۔

۱۔ ”كَفَفْتُ عَنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خَاطِئِيْنَ“۔ اس میں یہ وعدہ الہٰی تھا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی مثیل جماعت احمدیہ کو نجات دیگا۔ ”میں آخر کو ظاہر کروں گا کہ .... وہ لوگ جو فرعون کی صفت پر ہیں اور...... وہ لوگ جو ہامان کی صفت پر ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو اُن کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے“۔

(الحکم ۲۴ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء)

۴۔ حضور نے "دیکھا کہ میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکر کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے اور اس کے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے گاڑیوں وغیرہ کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آگیا ہے۔ میرے ساتھی بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے بے دل ہو گئے ہیں اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ! ہم پکڑے گئے تو میں نے بلند آواز سے کہا

كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ

(یعنی ہرگز نہیں۔ میرے ساتھ میرا رب ہے جو عنقریب راہ دکھلائیگا۔ ناقل) اتنے میں میں بیدار ہو گیا اور زبان پر یہی الفاظ جاری تھے۔"

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء)

قوم موسیٰ کی طرح جماعت احمدیہ نے ۱۹۷۴ء کے فتنہ سے نجات پائی اور تباہی سے محفوظ رہی۔ اور قوم فرعون کی طرح ۱۹۷۴ء والے برسر اقتدار افراد غریق عذاب ہو رہے ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ محرم کی دسویں رات ایک خاص شان و عظمت رکھتی ہے کیونکہ اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو فرعون سے نجات دی تھی اور میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی ایسا ہی معاملہ میری امت میں ایک دفعہ ہوگا۔ اور میری امت کو اس دن ایک عذاب سے نجات ملے گی۔ سو یہ پیشگوئی امتِ مسلمہ میں صرف جماعت احمدیہ کے تعلق میں ۱۹۷۴ء میں پوری ہوئی۔

(۸)

خلافت خلفاء احمدیت کے خلافت حقہ ہونے کی ایک بھاری علامت قرآن مجید کے مطابق یہ ہے کہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ کہ اللہ تعالیٰ خوف کی حالت کو امن سے تبدیل کر دیتا ہے۔ ۱۹۳۴ء، ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کے فتن کے بعد ایسا ہی ہوا۔ ۱۹۷۴ء کا پیدا شدہ اضطراب رفتہ رفتہ دور ہو رہا ہے۔ چنانچہ پاکستان میں ایک ماتحت عدالت میں یہ دعویٰ دائر کیا گیا۔ کہ فلاں مقام کی احمدیہ مسجد منہدم کی جائے کیونکہ احمدی "نام نہاد مسلم" قرار پا چکے ہیں ماتحت عدالت نے اس دعویٰ کے حق میں فیصلہ کیا اور پہلی اپیل میں بھی یہ فیصلہ بحال رہا۔ لیکن ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ آئین کی رو سے ہر ایک کو مذہب و عبادت کی آزادی حاصل ہے اس لئے عدالت اس میں مداخلت نہیں کر سکتی۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۵ نومبر ۱۹۷۷ء)

(۹)

وہ وقت بھی تھا کہ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو ۱۸۹۵ء میں بٹالہ میں گویا بارہ میل کے فاصلہ پر بھی قادیان کا اتا پتہ معلوم نہ ہو سکا۔ اور آپ کو مشورہ ملا کہ تھانہ کی طرف رجوع کریں اور بمشکل علم ہوا۔ (اصحاب احمد جلد نہم) وہ بھی زمانہ تھا کہ ۱۸۹۰ء میں اولیں جلسہ سالانہ پر قادیان میں صرف پچھتر احباب نے شرکت کی اور اب قادیان میں ڈیڑھ دو ہزار افراد شرکت کرتے ہیں جب کہ نہ صرف قادیان والا صوبہ پنجاب بلکہ ساتھ کے ہماچل اور ہریانہ کے صوبے بہت کم مسلم آبادی والے ہیں۔ دو صد کے قریب احباب سال بھر میں امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، جرمن، ماریشس وغیرہ ممالک سے زیارت کے لئے آتے ہیں۔ مغربی افریقہ وغیرہ کے ایک ایک ملک کے سالانہ جلسوں میں حاضری اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ ربوہ کے جلسہ سالانہ میں قریباً ڈیڑھ لاکھ کی تعداد میں افراد شریک ہوتے ہیں وہ بھی وقت تھا کہ حضور نے ایک مخلص دوست کو ۱۸۹۲ء میں تحریر کیا کہ آپ نے عربی رسالہ کے لئے پچیس روپے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ یہ رسالہ زیر طبع ہے۔ آپ اتنی رقم بھجوا دیں۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ سوم۔ مکتوب نمبر ۱۹۵) موجودہ حالات میں بھی مرکز قادیان کا سالانہ بجٹ ہی قریباً چودہ لاکھ روپیہ کا ہے۔ اور مرکز ربوہ کا قریباً اڑھائی کروڑ روپے کا۔ بالمقابل دیکھئے کہ متمول مسلم ممالک نے تعاون سے برطانیہ میں قطعۂ زمین اور روپیہ وغیرہ حاصل کیا اور ۱۹۷۱ء میں اس کا ڈیزائن منتخب کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی تعمیر ہوئی۔ (روزنامہ دعوت دہلی ۱۴ دسمبر ۱۹۷۷ء) جبکہ غریب جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۲۴ء میں لندن کے قلب میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور اس کی تعمیر ۱۹۲۶ء میں مکمل ہوئی اور یہ مرکز ۱۹۱۳ء سے اشاعت اسلام کر رہا ہے اور اب برطانیہ میں متعدد مبلغین ہیں اور دنیا میں سب سے اہم احمدیہ مشن یہی ہے۔ اور وہاں کے احمدی لاکھوں روپیہ سالانہ اشاعتِ اسلام پر صرف کرتے ہیں۔

(۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو ترقی و برکت کے وعدے اللہ تعالیٰ نے کئے وہ روز بروز زیادہ آب و تاب سے پورے ہو رہے ہیں۔ مثلاً ۱۸۸۳ء میں کہا گیا تھا:۔

"I Love you. I shall give you a large Party of Islam."

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶)

اللہ تعالیٰ نے ۱۸۸۶ء میں یہ الہام فرمایا:۔

"خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا..... تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں۔ وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کریگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور اُن کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور اُن میں کثرت بخشوں گا۔..... وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞

اصحاب بدرؓ کے نقشِ قدم پر — بقیہ صفحہ ۱۱

(الفرقان درویشانِ قادیان نمبر صفحہ ۱۴۲)

روحانیت میں انفرادی و اجتماعی ترقی قادیان میں سب درویشوں کی زندگی بفضلہ تعالیٰ روحانی فیوض سے معمور ہے گویا کہ اس کے لیل و نہار مجسم روحانی بن چکے ہیں۔ قادیان میں رہنے والے درویشوں کو دنیا کے دھندوں سے کوئی سروکار نہیں انکی زندگی کا ہر لمحہ روحانی مشاغل کے لئے وقف ہے قرآن و حدیث کا درس فرض نمازوں کے علاوہ نوافل نمازوں اور خصوصاً تہجد کا التزام خشوع و خضوع میں ڈوبی ہوئی دعاؤں کا پروگرام نفلی روزوں کی برکات اور دن رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت گھر اور بیت الدعا بیت الفکر، مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ اور بہشتی مقبرہ میں ذکر الٰہی کے مواقع یہ وہ عظیم الشان نعمتیں ہیں جن سے جماعت کا بیشتر حصہ آجکل محروم ہے اور قادیان کا ماحول ان نعمتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہا ہے۔

تعلیمی ترقی میں پیش رفت:۔ زمانہ درویشی کے ابتداء میں درویشوں کی زندگی محصوریت کی زندگی تھی تقریباً اڑھائی سال تک قادیان میں سوائے عبادات اور اپنے طور پر مطالعہ کے اور کوئی میدان علمی ترقی کا درویش حضرات کے سامنے نہ تھا۔ البتہ مساجد میں درس و تدریس کا انتظام ضرور تھا۔ جب حالات کسی قدر ساز گار ہوئے تو درویشوں کی محصوریت کی جگہ فعال زندگی شروع ہوئی اگرچہ اس چھوٹی سی جماعت کیلئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ حسب سابق وسیع پیمانہ پر اپنے تعلیمی ادارے جاری رکھ سکے رفتہ رفتہ وقتی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مدرسہ احمدیہ، تعلیم الاسلام ہائی اسکول، نصرت گرلز ہائی اسکول حافظ کلاس کے تعلیمی ادارے قائم کر دئے گئے جن کی وجہ سے درویشوں اور ان کی نسل کو میدان علم میں ترقی کرنے کے مواقع مل گئے اور بفضلہ تعالیٰ نہ صرف اپنے بلکہ دوسرے ہندو، سکھ و عیسائی کے سینکڑوں طلباء و طالبات ان اداروں میں علوم حاصل کر کے دنیا میں ترقی کر چکے ہیں۔ آج بھی یہ ادارہ جات بلا لحاظ مذہب و ملت دوسروں کے لئے کھلے ہیں۔

درویشان کی دوسری نسل بھی بفضلہ تعالیٰ میدان علم میں غیر معمولی طور پر نا مساعد حالات کے باوجود نمایاں رنگ میں ترقی کر چکی ہے اور کر رہی ہے۔

بیسیوں نوجوان گریجوئیٹ اور پوسٹ گریجوئیٹ ہو چکے ہیں اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں خدمت سلسلہ شوق سے بجا رہے ہیں۔ اور درویشوں کی کچھ نسل فوج کی سروس میں بھرتی ہو کر ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ملکی خدمات بجا لا رہی ہے۔ اور ایک طالب علم اس وقت عزیز عبدالرشید برادر ابن مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ایڈیٹر بدر نے حال ہی میں ایم بی بی ایس فائنل کا امتحان دیا ہے اللہ تعالیٰ نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ عزیز وسیم احمد فریدی ابن مکرم ماسٹر نثار احمد صاحب مرحوم علیگڑھ مسلم یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر جینیٹکس کے طور پر علمی میدان میں کوشش کر رہے ہیں۔ اور ایک طالب علم عزیز حمید احمد نسیم ابن مکرم محمد احمد صاحب نسیم مرحوم درویش بی اے کے بعد دہلی میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں الغرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے درویشوں کی نسل بھی میدان علم میں ترقی کے راستوں پر گامزن ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۞

قادیان میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور

الصوت صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح ٭ نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

از مکرم مولانا بشیر احمد صاحب انچارج دعوۃ

امت مسلمہ میں روحانی انحطاط کا دور!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہوئی ہے کہ امت مسلمہ آہستہ آہستہ تعلیم نبوی سے دور ہوتی جائے گی اور تدریجاً ان میں روحانی انحطاط اور تنزل شروع ہو جائے گا۔ حدیث نبوی ہے۔

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشو الکذب۔

(مشکوٰۃ شریف)

فرمایا۔ سب سے بہتر میری صدی ہے پھر دوسری صدی کچھ اچھی ہوگی پھر تیسری صدی بھی کچھ اچھی رہے گی۔ تین صدیوں کے بعد مسلمانوں میں جھوٹ اور کذب پھیل جائے گا۔ اور مسلمان آہستہ آہستہ تنزل میں گرتے جائیں گے یہاں تک کہ ایک ایسا وقت بھی آجائے گا کہ ان میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ وہ حقیقی اسلام سے بہت دور ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ و لا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعود"

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

یعنی۔ عنقریب مسلمانوں پر ایسا وقت آئے گا کہ ان میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن مجید کے صرف الفاظ ہوں گے ان کی مسجدیں ہدایت سے خالی ہوں گی گو بظاہر ان میں نقش و نگار بہت ہوگا۔ ان کے علماء زیر آسمان بدترین خلائق ہوں گے کیونکہ ان سے فتنے پیدا ہوں گے اور ان میں ہی وہ فتنے عود کریں گے

یہ حدیث نبوی [illegible] اس دور کی خبر دیتی ہے جس کا ظہور ہمارے سامنے ہے۔ اور موجودہ دور ہی وہ دور ہے جس کی خبر مخبر صادق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور یہ بات ہم تنہا اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ حالات کو سامنے رکھ کر اور مسلمانوں کے بزرگوں کی تحریرات کو دیکھ کر کہہ رہے ہیں۔

چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"اب اسلام کا صرف نام، قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء اس وقت کے بدتر ان کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں ان ہی سے فتنے نکلتے ہیں اور انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۲)

مولانا ابو الکلام آزاد فرماتے ہیں:-

"آج دنیا پھر تاریک ہے۔ وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے اور پھر اسے بھول گئی ہے جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی۔ اس کا پرانا دکھ جس کے علاج کے لئے خدا کے رسولوں نے آہ وزاری کی تھی اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا آج پھر تازہ ہو گیا ہے۔ جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا۔ ایسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیلی ہے.... دنیا کی کون سی بیماری ہے جو آج پھر عود نہیں کر آئی۔"

(الہلال جلد ۲ صفحہ ۱۰۳)

جناب مودودی صاحب فرماتے ہیں:-

یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطۂ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا آرہا ہے اس لئے یہ مسلمان ہیں۔"

(سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۱۵)

دورِ انحطاط کے بعد پھر اسلام میں دائمی بہار

قرآن مجید اور احادیث نے جہاں امتِ محمدیہ کے لئے اس دورِ خزاں کی خبر دی وہاں اس حالت کے دور ہونے اور چمنِ اسلام پر عارضی خزاں کے بعد دائمی بہار کے آنے کی بھی خبر دی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے اس استفسار پر کہ اسلام پر دورِ خزاں کیا دائمی ہوگا۔ اور نتیجۃً اسلام ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ فرمایا ایسا نہیں ہوگا۔ فرمایا

کیف تھلک امۃ انا فی اوّلھا و اثنا عشر من بعدی من السعداء و اولی الالباب والمسیح ابن مریم آخرھا و لکن بین ذالک نھج اعوج لیسوا منی و لست منھم۔

(اکمال الدین صفحہ ۱۵۷)

ترجمہ:- وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے ابتداء میں میں ہوں اور بارہ میرے بعد ہوں گے جو نیک اور عقلمند ہوں گے۔ اور مسیح ابن مریم آخر میں ہوں گے۔ لیکن ان کے درمیان ظالم بادشاہ اور فتنے ہوں گے۔ وہ مجھ سے نہیں اور میں ان سے نہیں۔"

ایک دوسری حدیث میں اس آنے والے مسیح موعود کو امام مہدی قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا:-

یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماماً مھدیاً و حکماً عدلاً۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر سورہ جمعہ میں فرمایا ہے۔ ایک بعثت اُمّیین میں ہے اور دوسری بعثت آخرین میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت جو آخرین میں ہے وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد سے پوری ہوگی جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی الاصل بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ جب سورۂ جمعہ کی آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپ نے سلمان فارسی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ان میں سے بعض اشخاص ہوں گے جو ایمان کو اگر وہ ثریا پر بھی چلا گیا ہوگا تو واپس لائیں گے۔

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ جمعہ)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شیعوں کی تفسیر صافی میں مجمع البیان کے حوالے سے یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ آخرین عجمی لوگ ہوں گے جو عربی میں بات نہیں کریں گے۔

قرآن مجید کی سورہ صف میں یہ بھی ذکر ہے کہ اسلام تمام ادیان پر غالب رہے گا جیسا کہ فرمایا:-

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔

(سورۃ صف رکوع ۱)

اس کا ترجمہ یہ ہے وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

مفسرین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دیگر ادیان پر اسلام کا یہ غلبہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ اور ان کے زمانہ میں ہوگا۔ چنانچہ تفسیر جامع البیان کے صفحہ ۲۹ پر اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے و ذالک عند نزول عیسیٰ ابن مریم یہ غلبہ دین عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) کے زمانہ میں ہوگا۔

امام مہدی اور مسیح ایک ہی شخصیت کے نام ہیں

شیعہ اور سنیوں کی مستند کتب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام مہدی اور مسیح ابن مریم ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں یہ درج ہے کہ

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

یعنی تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور وہ تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔

(بخاری شریف باب نزول عیسیٰ بن مریم)

یہی حدیث صحیح مسلم میں ان الفاظ میں آئی ہے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامّکم منکم

(صحیح مسلم باب نزول عیسیٰ)

یعنی تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے پس وہ تم میں سے تمہاری امامت کریں گے۔

ان معنوں کی تائید کہ ابن مریم ہی امام مہدی

ہیں ابن ماجہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا الْمَہْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی

(ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

یہ حدیث صفائی سے بتاتی ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی وجود ہیں ۔ سو اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے مطابق وہ اُمّتِ محمدیہ میں سے ہوں گے۔

عیسیٰ بن مریم کے سواء اور کوئی امام مہدی نہیں اس کی تائید مسند احمد بن حنبل کی حدیث سے بھی ہوتی ہے فرمایا۔

یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَہْدِیًّا وَحَکَمًا عَدْلًا

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

ترجمہ۔ قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے وہ عیسیٰ بن مریم کو امام مہدی پائے اور حکم وعدل بھی۔

آخری زمانہ میں امام مہدی کے ذریعہ اسلام کے سہانے دور کا آغاز

قرآن مجید اور احادیث کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ اسلام کس مپرسی کی حالت میں ہوگا۔ حضرت امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس کی مدد ہوگی اور ایک خوشگوار و سہانا دور شروع ہوگا اور بالآخر یَہْلِکُ الْمِلَلُ کُلُّہَا اِلَّا الْاِسْلَامُ ۔ حضرت امام مہدی کی مساعی کے نتیجہ میں اسلام کے سواء تمام ادیان مٹ جائیں گے ۔ اور دنیا پھر

اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّہَا

کا نظارہ دیکھے گی۔

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا ظہور بطور مسیح موعود و امام مہدی ۔۔۔ !!!

قارئین حضرات ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے مطابق اُمّتِ محمدیہ پر ذلّت و ادبار کا دَور آیا ۔ ایمان ثریا پر چلا گیا ۔ مسلمان دنگور اور مسلمانی در کتاب کا نظارہ لوگوں نے دیکھا ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو قادیان کی سرزمین میں امام مہدی اور مسیح موعود بنا کر مبعوث فرمایا ۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ اس صدی میں مَیں ہی مہدی اور مسیح موعود ہوں چنانچہ فرمایا:۔

(الف) " مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اس کی طرف سے مسیح موعود ۔ مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں "

(اربعین صفحہ ۴)

(ب) یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمُحَمَّدِیُّ وَاَنَا اَحْمَدُ الْمَہْدِیُّ

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵)

یعنی اے لوگو یقینی جانو میں ہی مسیح محمدی اور احمد مہدی ہوں ۔

(ج) ایک اور مقام پر فرمایا:۔

" یہ عاجز مثیل مسیح ہے ۔ نیز موعود بھی ہے جس کے آنے کا وعدہ قرآن شریف اور حدیث میں روحانی طور پر کیا گیا ہے "

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۳)

حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا اس صدی میں ظہور پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر ہوا اور ایسے وقت میں ہوا جبکہ اُمّتِ مسلمہ امام مہدی کے لئے چشم براہ تھی اور پکار رہی تھی

بیا اے امام صداقت شعار
کہ بگذشت از حد غم انتظار

(غایۃ المقصود صفحہ ۴۵)

امام مہدی کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ علامات

کسی مامور کی صداقت کے لئے ضرورتِ زمانہ ایک بہت بڑی دلیل ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنّت نظر آتی ہے کہ جب کبھی بھی بنی آدم کی روحانی حالت گر جاتی ہے اور کسی مصلح کی محتاج ہوتی ہے ۔ تو خدا تعالیٰ نے ایک مصلح کو بھیج کر ان کو راہ راست پر لاتا ہے لیکن امام مہدی علیہ السلام جو کہ ایک نہایت ہی اہم شخصیت تھی اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل ہو کر آنے والے تھے اس لئے ان کی آمد کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشمار علامات اور حالات کا تذکرہ فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے وقت ظاہر ہوں گے چنانچہ حضور نے اس زمانہ کے مذہبی ۔ سیاسی ۔ تمدنی حالات کا تذکرہ فرمایا اور بعض ایسی علامات بیان فرمائیں جو آسمان سے تعلق رکھنے والی ہیں ان تمام علامات پر اگر یکجائی طور پر نظر ڈالی جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ علامات اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں ۔ اس لئے جس امام مہدی اور مامور ربانی کے لئے یہ علامات بیان کی گئی ہیں ۔ اس کا ظہور بھی اس زمانہ میں ہونا ضروری تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں جو امام مہدی کے ظہور کا زمانہ ہے نصاریٰ کا زور ہوگا ۔ اور ان کے بالمقابل مسلمان مذہب اسلام سے عملاً دُور ہو چکے ہوں گے ۔ نماز ترک کر دیں گے زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے ۔ قرآن مجید کا صرف نقش رہ جائے گا ۔ اخلاقی حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا فحش کثرت سے پھیل جائے گا ۔ ولد الحرام زیادہ ہوں گے ۔ شراب کا استعمال عام ہوگا جوئے کی کثرت ہوگی۔ ماں باپ سے لوگ حسن سلوک نہیں کریں گے ۔۔۔۔۔ فرمایا کہ عورتیں باوجود لباس کے ننگی ہوں گی ۔ عورتیں اونٹ کے کوہان کی طرح سر کے بالوں کو بنائیں گی ۔ عورتیں تجارت میں حصہ لیں گی ۔ مردوں کا لباس پہنیں گی اور مردوں پر حکمران ہوں گی ۔ تعلقاتِ عامہ کے سلسلہ میں فرمایا نئی سواریاں نکلیں گی اونٹنیوں کی سواری ترک کر دی جائے گی ۔ سیاسی حالات کے سلسلہ میں یہ علامات بیان فرمائیں اس وقت دجال کا ظہور ہوگا ۔ یاجوج اور ماجوج دنیا میں پھیل جائیں گے ۔ اور ان کو اتنی طاقت حاصل ہوگی کہ دوسری اقوام کو ان سے مقابلہ کی طاقت نہ ہوگی ۔

ان تمام علامات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب پوری ہو چکی ہیں ۔ دجال پادریوں کے رنگ میں ظاہر ہوئے ۔ یاجوج اور ماجوج روس ۔ انگریز اور امریکہ زبردست طاقتیں بن کر دنیا میں ابھریں

ایک عظیم الشان فلکی علامت

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی علیہ السلام کے لئے ایک فلکی علامت کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا۔

" اِنَّ لِمَہْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ "

(دار قطنی صفحہ ۱۸۸)

اس حدیث کی روایت حضرت امام باقر سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں یہ نشان آسمان و زمین کی پیدائش ۔۔۔ کہ اب تک کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے اب تو یہ کہ قمر (چاند) کو رمضان شریف میں پہلی رات میں گرہن لگے گا ۔ اور دوسرا سورج کو اسی رمضان کی درمیانی تاریخ میں گرہن لگے گا اور یہ نشان زمین و آسمان کی پیدائش سے اب تک کسی نبی و مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوا ۔

امام مہدی کے لئے اس علامت کا تذکرہ شیعہ اور اہل سنّت کی کتب میں موجود ہے اس لئے دونوں فرقوں کے علماء اس علامت پر متفق ہیں ۔ اہل علم سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ چاند کے گرہن کے لئے اللہ تعالیٰ کے قانون میں ۔ تیرھویں ۔ چودھویں ۔ اور پندرھویں تاریخ مقرر ہے اور سورج گرہن کے لئے ستائیس ۔ اٹھائیس اور انتیس ۔ چاند کی تاریخیں مقرر ہیں پس چاند گرہن کی پہلی تاریخ سے مراد تیرھویں رمضان شریف اور سورج گرہن کی درمیانی تاریخ سے مراد اٹھائیس رمضان کی تاریخ اور جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے اسی کے مطابق رمضان شریف کے مہینہ میں تیرھویں تاریخ کو چاند گرہن لگا ۔ اور اسی مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو سورج گرہن لگا اور یہ زبردست نشان ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں ظاہر ہوا ۔ اور اس وقت حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام امام مہدی کے مدعی موجود تھے اس طرح آسمان نے یہ گواہی دی کہ اس زمانہ میں امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا مدعی اپنے دعویٰ میں سچا ہے ۔ اور خدا کی طرف سے ہے۔

حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں امام مہدی کے لئے مذکورہ علامت کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں آپ نے یہ بھی بتایا ہے کہ امام مہدی کا ظہور کب ہوگا کس مقام پر ہوگا ۔ اور امام مہدی علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لا کر کیا اہم کام سرانجام دیں گے

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہندوستان میں ہوگا

معتبر روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہندوستان میں ہوگا ۔ حضرت امام بخاریؒ نے روایت کی ہے ۔

عَنِ النَّبِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَۃٌ تَغْزُو الْہِنْدَ وَہِیَ تَکُوْنُ مَعَ الْمَہْدِیِّ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ

(رواہ البخاری فی تاریخہ)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت ہندوستان میں جہاد کرے گی اور وہ مہدی کے ساتھ ہو گی جس کا نام احمد ہوگا۔

شیعہ لٹریچر کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی کی زبان ہندوستانی ہو گی جس کے معنی یہ ہیں کہ امام مہدی ہندوستان سے ظہور فرما ہوں گے چنانچہ صافی شرح اصول کافی میں ابو سعید خاتم ہندی کی روایت ہے کہ مَیں نے کشف میں امام مہدی سے ملاقات کی اور انہوں نے ہندوستانی زبان میں مجھ سے بات چیت کی ۔ شیعہ لٹریچر میں جن لوگوں نے امام مہدی کی زیارت اور ملاقات کا دعویٰ کیا ہے ۔ ابو سعید خاتم ہندی ان میں سے ایک مشہور آدمی ہیں صافی میں ان کا ایک طویل کشف درج ہے ان کے اس کشف سے واضح ہوتا ہے کہ امام آخر الزمان ہندوستان سے ظہور فرما ہوں گے ۔ اور ہندوستانی زبان میں تبلیغ کریں گے ۔

(ملاحظہ ہو صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد صاحب الزمان ؑ جز سوم حصہ ۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ امام مہدی کے اوّلین صحابہ بھی عجمیوں کی اولاد ہوں گے ۔ چنانچہ ابو الجارود نے حضرت امام جعفرؒ سے

یہ روایت کی ہے کہ

اصحاب القائم ثلث مائة وثلاثة عشر رجلًا اولاد العجم۔

(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۰)

یعنی قائم (امام مہدی) کے صحابہ تین سو تیرہ آدمی سب عجمیوں کی اولاد ہیں۔

یہ وہ تین سو تیرہ اصحاب ہیں جنہوں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام (سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام) کے ہاتھ پر لدھیانہ میں بیعت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے ناموں کی فہرست اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں شائع فرمائی۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا خروج کدعہ (قادیان) بستی سے ہوگا

حضرت شیخ علی حمزہ بن علی ملک طوسی نے اپنی جواہر الاسرار قلمی میں امام مہدی علیہ السلام کے خروج کے بارہ میں لکھا ہے:-

"در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المہدی من قریة یقال لہا کدعة ویصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدة اہل بدر بثلاث مائة وثلاث عشر رجلًا ومعہ صحیفة مختومة (مطبوعة) فیہا عدد اصحابہ باسماءہم وبلادہم وخلالہم"

یعنی:- اربعین میں لکھا ہے کہ مہدی علیہ السلام کا خروج ایک ایسی بستی سے ہوگا جسے کدعہ کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دعوے کی تصدیق کرے گا اور اس کے پاس دور دور کے ملکوں سے اس کے دوستوں کو جمع کرے گا۔ جو ابتداء میں اہل بدر کی تعداد میں تین سو تیرہ ہوں گے۔ اور اس کے پاس ایک مطبوعہ کتاب ہوگی جس میں ان کے نام ان کے شہروں کے نام اور ان کی خوبیاں درج ہونگی۔

جواہر الاسرار ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی گویا حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ سے تقریبًا ۴۵۰ سو سال پہلے یہ حدیث درج کی گئی ہے اپنی کدعہ کا لفظ دراصل قادیان سے معرب ہے۔ اس کی تصدیق حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب اشارات فریدی میں کی ہے۔ خواجہ صاحب فارسی زبان میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی مہدویت پر بہت دلیلیں دی ہیں مگر ان میں سے دو دلیلیں جو انہوں نے اپنی کتاب (انجام آتھم) میں بیان کی ہیں۔ ان کے دعویٰ مہدویت پر بہت زیادہ گواہ ہیں ایک تو یہ کہ انہوں نے کہا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک گاؤں سے نکلے گا جسے کدعہ کہتے ہوں گے خواجہ صاحب فرماتے ہیں:-

کدعہ دراصل معرب کادیان است — کہ کدعہ دراصل قادیان سے معرب ہے۔

(اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۷۰)

دوسری دلیل ۳۱۳ اصحاب سے متعلق ہے جس کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔

امام مہدی علیہ السلام چودھویں صدی ہجری میں ظاہر ہونگے

شیعہ اور سنی بزرگوں کا حدیث

الآیات بعد المائتین (مشکوٰۃ)

کی روشنی میں اس امر پر اتفاق ہے کہ امام مہدی چودھویں صدی ہجری میں ظہور فرما ہوں گے۔ ملاحظہ ہو۔ اقتراب الساعۃ۔ اربعین فی احوال المہدیین۔ حجج الکرامہ۔

ان جملہ مذکورہ علامات کے مطابق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح موعود اور مہدی معہود بن کر چودھویں صدی میں قادیان کی مقدس بستی میں ہندوستان میں ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

امام مہدی کے کارنامے

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام اس وقت تشریف لائیں گے جب کہ نصاریٰ کا صلیبی مذہب زوروں پر ہوگا۔ اور اس کے بالمقابل مسلمان کمزور ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے آنے والے امام مہدی کا اہم کام قرآن مجید کی روشنی میں اسلام کو غالب کرنا اور حدیث بخاری شریف کے مطابق کسر صلیب کرنا بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے ان دونوں کاموں کو نہایت احسن طریقہ سے سرانجام دیا۔ کسر صلیب سے مراد نصاریٰ کے مذہب کا ابطال تھا عیسائیوں کے عقیدے کا اہم رکن یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت ہوگئے۔ اور تین دن نعوذ باللہ جہنم میں رہنے کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اور لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نقلی اور عقلی دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیب پر ہرگز وفات نہ پائی تھی۔ اور نہ ہی آسمان پر گئے تھے بلکہ صلیب سے زندہ اتر آئے اور کچھ عرصہ بے ہوشی کی حالت میں رہے اور اس کے بعد کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے۔ ۱۲۰ سال کی عمر پا کر کشمیر میں ہی وفات پائی اور سرینگر کے محلہ خانیار میں دفن ہوئے۔

دوسرا اہم کام امام مہدی علیہ السلام نے یہ کیا کہ اسلام کو ایک زندہ دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زندہ نبی اور قرآن مجید کو ایک زندہ کتاب ثابت کیا اور یقین دلایا کہ اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا وقت آئیگا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ آپ نے جو جماعت قائم کی وہ اپنے تمام ذرائع کو کام میں لاکر دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دے رہی ہے۔ مختلف جگہوں پر تبلیغی مشن قائم کئے جا چکے ہیں۔ مساجد بنائی جا رہی ہیں اور مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم پھیلائے جا رہے ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام کے متعلق ایک روایت یہ آتی ہے کہ وہ سب شہروں میں مساجد بنائیں گے۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۹۱)

چنانچہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت یعنی جماعت احمدیہ کے ذریعہ یورپ امریکہ۔ افریقہ ایشیا۔ گویا اکناف عالم میں سینکڑوں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اب جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہی اسلام کا کامل غلبہ ہوگا۔ انشاء اللہ اسلام کے کامل غلبہ کے بارہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۶۵ پر فرماتے ہیں

"اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

امام مہدی کے بارہ میں ہم نے اختصار کے ساتھ یہ باتیں درج کردی ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ان پر غور کرتے ہیں۔ نیز وقت کے امام کو پہچانتے ہیں اور اس کے ماننے والوں اور مددگاروں میں شامل ہوتے ہیں — واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؛

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کا روحانی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر منصوبہ کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے نفلی عبادات اور ذکر الٰہی کا ایک خصوصی پروگرام رکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:-

۱۔ جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں جس کے لئے ہر قصبہ، شہر، یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

۲۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

۳۔ کم از کم سات بار روزانہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کی جائے اور اس پر غور و تدبر کیا جائے۔

۴۔ تسبیح[1] و تحمید اور درود شریف اور استغفار کا ورد روزانہ ۳۳-۳۳ بار کیا جائے۔

۵۔ مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں:-

(الف) رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

(ب) اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

[1] تسبیح و تحمید:- سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

درود شریف : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

استغفار : اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

ع- امن است در مکانِ محبت سرائے ما

قادیان دارالامان کے مقاماتِ مقدسہ

ے خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو ❖ دیارِ مہدیٔ آخر زماں میں بستے ہو

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہامی مصرع زیرِ عنوان ہے۔ جو سلسلہ الہامات میں اس طرح درج ہے:-

لولا الاکرام لھلک المقام
انی احافظ کل من فی الدار
ما کان اللہ لیعذبھم
وانت فیھم امن است
در مکانِ محبت سرائے ما

(تذکرہ ص)

اس کا ترجمہ حضور اس طرح بیان فرماتے ہیں
"اگر مجھے تیری عزت کا پاس نہ ہوتا تو اس تمام گاؤں کو میں ہلاک کر دیتا میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے بچاؤں گا کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مرے گا خدا ایسا نہیں ہے کہ جن میں تو ہے ان کو عذاب کرے ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے۔"

ان الہامات میں بنیادی چیز خدا تعالیٰ کی وہ کامل محبت ہے جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلبِ مطہر میں پنہاں تھی اور جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قادیان کی مقدس سرزمین کو امن کا محور بنا کر دورِ حاضر میں آسمانی نشانوں اور برکات کا ان مقاماتِ مقدسہ کو مرکز بنا دیا اور اس مقام کو ایک لازوال عظمت عطا فرمائی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی لازوالی اور کامل محبت کا ہی نتیجہ ہے کہ حضور کے قلبِ صافی میں مخلوقِ خدا کی بے پناہ ہمدردی پیدا ہو گئی ایک مقام پر حضور فرماتے ہیں:-

سچا خدا

"میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے۔ اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے تمام ان بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کر دوں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی کو دیکھ کر میری جان گھٹی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں۔ اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں"

(اربعین ص)

بہر حال دورِ حاضر میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلبِ مطہر کو مقامِ محبت قرار دے کر قادیان کے مقاماتِ مقدسہ کو امن و آشتی کا لازوال محور بنایا ہے جو لوگ اس جذبہ سے سرشار ہو کر مقاماتِ مقدسہ میں داخل ہوتے ہیں انہیں حقیقی امن اور اطمینانِ قلب ضرور نصیب ہوتا ہے۔ اسی نقطۂ نگاہ سے قادیان دارالامان کے مؤقر ہفت روزہ "بدر" کے سلور جوبلی نمبر کے موقعہ پر مقاماتِ مقدسہ کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے

مسجد مبارک

مسجد مبارک کی بنیاد حضرت پیر سراج الحق صاحب کی عینی شہادت کے مطابق ۱۸۸۲ء میں اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی تحقیق کے مطابق ۱۸۸۳ء میں رکھی گئی تھی تعمیر حضور کے خاندانی معمار پیر اندتا نے شروع کر دی ۲۰ راگست ۱۸۸۲ء میں مسجد کی سیڑھیوں کے بننے کا مرحلہ پیش آیا۔ مسجد کا اندرونی حصہ ۹ راکتوبر ۱۸۸۳ء تک پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا لیکن اس کی سفیدی بعد کو ہوئی یہ مسجد شروع میں بہت مختصر تھی بعدہٗ اس کی توسیع ہوتی رہی اور یہ مسجد اس تاریخی چوبارہ کے پہلو میں واقع ہے۔ جس میں حضور نے "براہین احمدیہ" اور دوسری نہایت بلند پایہ اور مشہورِ عالم کتب تصنیف فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں مسجد مبارک کو بیت الذکر اور مذکورہ چوبارے کو بیت الفکر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کے الہامات مع تشریح درج ذیل ہیں فرمایا:-

"سلام علیک یا ابراھیم انک الیوم لدینا مکین امین ذو عقل متین حب اللہ خلیل اللہ اسد اللہ وصلّ علی محمد ما ودعک ربک وما قلی الم نشرح لک صدرک... فی کل امر بیت الفکر و بیت الذکر ومن دخلہ کان امنا۔ تیرے پر سلام ہے ابراہیم تو آج ہمارے نزدیک صاحبِ مرتبہ اور امانت دار اور قوی العقل ہے اور دوستِ خدا ہے خلیل اللہ ہے اسد اللہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج (یعنی یہ اسی نبی کی متابعت کا نتیجہ ہے اور بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ) خدا نے تجھ کو ترک نہیں کیا اور نہ وہ تجھ پر ناراض ہے۔ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص قصد و تعبّد و صحتِ نیت و حسنِ ایمان داخل ہوگا وہ سوءِ خاتمہ سے امن میں آ جائے گا۔ بیت الفکر سے اسی جگہ وہ چوبارہ مراد ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے جس کے حروف سے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے اور وہ ہے مبارکٌ ومبارکٌ وکل امرٍ مبارکٍ یجعل فیہ یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

پس مسجد مبارک جو عالمگیر شہرت کی حامل ہے۔ ایک دارالامن ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لازوال محبتِ الٰہی کا ایک پرتو ہے۔

بیت الفکر

بیت الفکر بھی شعائر اللہ میں شامل ہے اور یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں حضور علیہ السلام براہین احمدیہ اور دوسری بلند پایہ تصانیف مرتب فرمایا کرتے تھے یہی وہ بلند پایہ کتب ہیں جن کی عظمت کا اعتراف غیر از جماعت اور مخالفین بھی کرتے رہے ہیں بغرضِ اختصار بے شمار تحریروں میں سے بطور نمونہ صرف خواجہ حسن نظامی صاحب مرحوم کی تحریر پیش کی جاتی ہے فھو ھذا

"مرزا غلام احمد صاحب اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل بزرگ تھے ... آپ کی تصانیف ... کے مطالعہ اور آپ کے ملفوظات کے پڑھنے سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اور ہم آپ کے تبحرِ علمی اور فضیلت و کمال کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

(اخبار منادی ۲۴ر مارچ ۱۹۳۴ء)

آج دنیا میں صلح امن اور آشتی پیدا کرنے کی بڑی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان نہایت بلند پایہ کتب سے استفادہ نہ کیا جائے حقیقی امن اس دنیا کو نصیب نہ ہوگا۔ اور جس قدر کتب زیادہ سے زیادہ دنیا میں پھیلائی جائیں گی اس قدر امن و آشتی کے سامان پیدا ہوں گے۔ اور بالآخر ایسا ہو کر رہے گا کیونکہ اس کے متعلق بھی علمِ الٰہی کے تحت حضور فرماتے ہیں:-

"[illegible] مجھے خبر دی ہے کہ تیرے ساتھ آشتی اور صلح پھیلے گی اور درندہ بکری کے ساتھ صلح کرے گا۔ اور ایک سانپ بچوں کے ساتھ کھیلے گا۔ یہ خدا کا ارادہ ہے گو لوگ تعجب کی راہ سے دیکھیں۔"

(تذکرہ ص ۴۱۳)

پس بیت الفکر بھی امنِ عالم کے لئے بنیادی کام کا حامل ہے اور دعاؤں کی قبولیت کا خاص مقام ہے اس مقدس مقام پر دعائیں کر کے بھی

بے شمار مخلصین برکات سے اپنی جھولیاں بھر لیتے ہیں۔

مسجد اقصیٰ قادیان

قادیان دارالامان میں مسجد اقصیٰ کو بھی بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ معنوی اعتبار سے مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ ایک ہی حقیقت کی حامل ہیں چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"شاید کسی دوست کو یاد ہو ہم نے ایک دفعہ پہلے بھی بتایا تھا کہ ہمیں دکھلایا گیا ہے کہ اس چھوٹی مسجد سے بڑی مسجد تک مسجد ہی مسجد ہے ..... اس کے بعد حضور نے فرمایا اب مجھے پھر یہی دکھایا گیا ہے کہ اس چھوٹی مسجد سے لے کر بڑی مسجد تک مسجد ہی مسجد ہے۔"

(الحکم جلد ۷ صفحہ ۲۰)

مسجد اقصیٰ کی عظمت بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

"اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ جس مسجد کی مسیح موعود بناء کرے اس کو مسجد اقصیٰ کہا جائے جس کے معنے ہیں مسجد ابعد کیونکہ جبکہ مسیح موعود کا وجود اسلام کے لئے ایک انتہائی دیوار ہے اور مقدر ہے کہ وہ آخری زمانہ میں اور بعید تر حصہ دنیا میں آسمانی برکات کے ساتھ نازل ہوگا۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کی مسجد، مسجد اقصیٰ ہے کیونکہ اسلامی زمانہ کا خط ممتد جو ہے اس کے انتہائی نقطہ پر مسیح موعود کا وجود ہے۔ لہذا مسیح موعود کی مسجد پہلے زمانہ سے جو صدرِ اسلام ہے بہت ہی بعید ہے سو اس وجہ سے مسجد اقصیٰ کہلانے کے لائق ہے۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۹)

نیز فرمایا:۔

"اس وقت عالم کشف میں میرے دل میں اس بات کا یقین تھا کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان کا۔ اس بات کو قریباً بیس برس ہو گئے جبکہ میں نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا اس رسالہ کی تحریر کے وقت میرے پر یہ منکشف ہوا کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر میں نے لکھا یعنی یہ کہ اس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ در حقیقت یہ صحیح بات ہے کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ قرآن شریف کی آیت کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔ ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کے رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۱)

مسجد اقصیٰ قادیان کو یہ عظمت بھی حاصل ہے کہ خطبہ الہامیہ کا زبردست علمی نشان اس میں ظاہر ہوا تھا۔ ۱۱ر اپریل ۱۹۰۰ء کو عید الاضحیہ کی تقریب تھی۔ بہت سے مقامات سے تین صد سے زائد مہمان آئے تھے۔ اسی دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صبح کے وقت بذریعہ الہام تحریک ہوئی کہ:۔

"آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔"

چنانچہ جناب الٰہی سے ارشاد پاتے ہی آپؑ نے اپنے بہت خدام کو اس کی اطلاع کر دی نیز حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ اور حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ کو ہدایت فرمائی کہ وہ عید کے وقت قلم دوات اور کاغذ لے کر آئیں تا خطبہ قلمبند کر سکیں۔ نماز عید کے بعد مسجد کے پرانے صحن میں جنوبی ڈاٹ کے آگے حضورؑ کے لئے کرسی رکھ دی گئی۔ حضورؑ خطبہ کے لئے مسجد کے وسطی دروازہ میں کھڑے ہوئے اور ایک فی البدیہہ خطبہ عربی زبان میں ارشاد فرمایا۔ جو خطبہ الہامیہ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ کی اعجازی شان اس الہام الٰہی سے واضح ہے کہ:۔

"کلام افصحت من لدن رب کریم"

پس مسجد اقصیٰ قادیان کو روحانی اور مذہبی دنیا میں ایک بہت بڑی عظمت حاصل ہے۔ اور "بارکنا حولہ" قرآن کریم کے مقدس الفاظ کے مطابق اس کے اردگرد اللہ تعالیٰ نے بے شمار روحانی و جسمانی برکتیں پھیلا دی ہیں۔ جو اب زمین کے کناروں تک اس کی عظمت کی گواہی دے رہی ہیں اور تمام دنیا کو یہ مقدس مسجد امن کی دعوت دے رہی ہے۔

منارۃ المسیح

منارۃ المسیح بھی شعائر اللہ میں سے ہے جو اسی مسجد اقصیٰ میں بجانب مشرق واقع ہے۔ اس منارۃ المسیح کی تعمیر درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کے مطابق ہوئی جس میں بتایا گیا تھا کہ مسیح دمشق سے مشرق کی طرف منارۃ البیضاء کے پاس نازل ہوگا۔ چنانچہ قادیان دارالامان دمشق سے ٹھیک مشرق کی طرف واقع ہے اس منارۃ المسیح کے ساتھ بھی احمدیت کی عظمت کے بے شمار نشانات وابستہ ہیں۔ احمدی احباب جب قادیان کے شعائر اللہ کی زیارت کیلئے آتے ہیں۔ بالخصوص جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ٹرین کے اندر سے جونہی ان کی نگاہ بلند قامت

اہلِ قادیانؓ کے نام پیغام

کلامِ منظوم حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ نظم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحبؓ امیر جماعت احمدیہ قادیان کی درخواست اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی تحریک پر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۱۹۴۶ء میں کہی ——— (ایڈیٹر)

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیارِ مہدیٔ آخر زماں میں رہتے ہو

قدم مسیح کے جس کو بنا چکے ہیں "حرم"
تم اس زمینِ کرامت نشاں میں رہتے ہو

خدا نے بخشی ہے "الدار" کی نگہبانی
اسی کے حفظ اسی کی اماں میں رہتے ہو

فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر
ہم اس سے دور ہیں تم اس مکاں میں رہتے ہو

فضا ہے جس کی معطر نفوسِ عیسیٰؑ سے
اسی مقامِ فلک آستاں میں رہتے ہو

نہ کیوں دلوں کو سکون و سرور ہو حاصل
کہ قربِ خطۂ رشکِ جناں میں رہتے ہو

تمہیں سلام و دعا ہے نصیب صبح و مسا
جوارِ مرقدِ شاہِ زماں میں رہتے ہو

شبیں جہاں کی "شبِ قدر" اور دن عیدیں
جو ہم سے چھوٹ گیا اس جہاں میں رہتے ہو

کچھ ایسے گل ہیں جو پژمردہ ہیں جدا ہو کر
انہیں بھی یاد رکھو "گلستاں" میں رہتے ہو

تمہارے دم سے ہمارے گھروں کی آبادی
تمہاری قید پہ صدقے ہزار آزادی

"بلبل ہوں صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر"

سفید منارۃ المسیح پر پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں ابھی اس منارۃ المسیح کی بنیاد بھی نہیں رکھی گئی تھی کہ حضورؑ نے فرمایا:۔

"یہ منارۂ مسیح موعود کے اشتیاق ہی اور صرف ہمّت اور اتمام حجّت اور اعلائے ملّت کی جسمانی طور پر تصویر ہے پس جیسا کہ اسلام کا بجاؤ مسیح موعودؑ کے ہاتھ سے اعلیٰ درجہ کے ارتقاء تک پہنچ گیا ہے اور مسیح کی ہمّت ثریا سے ایمان گم گشتہ کو واپس لا رہی ہے۔ اسی کے مطابق یہ مینارہ بھی روحانی امور کی عظمت ظاہر کر رہا ہے وہ آواز جو دنیا کے ہر چہار گوشہ میں پہنچائی جائے گی وہ روحانی طور پر بڑے اونچے مینار کو چاہتی ہے۔"

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح)

"مسیح موعود کا حقیقی نزول یعنی ہدایت اور برکات کی روشنی کا دنیا میں پھیلنا یہ اسی پر موقوف ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو یعنی منارہ تیار ہو۔" (دوسرا اشتہار چندہ منارۃ المسیح)

"سو ابتداء سے یہ مقدر ہے کہ حقیقت مسیحیہ کا نزول جو نور اور یقین کے رنگ میں دلوں کو خیرہ کرے گا۔ منارہ کی تیاری کے بعد ہو گا۔"

(ایضاً)

چنانچہ منارۃ المسیح کی تکمیل ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک ہوئی۔ اسی دوران میں مجلس احرار کی شدید ترین مخالفت بھی اُٹھی اور اسی دوران حضرت المصلح الموعودؓ نے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کا آغاز فرمایا جس کے ذریعہ سے زمین کے کناروں تک جماعت احمدیہ کے مشن مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے الٰہی نوشتوں کے مطابق غلبہ اسلام کی منزل بھی قریب تر آ رہی ہے۔ جبکہ سسکتی ہوئی دنیا حقیقی امن سے ہمکنار ہو جائے گی۔

بیت الدعا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بچپن ہی سے ذکر الٰہی اور دعا سے جو عشق اور شغف تھا۔ وہ آخری سالوں میں بڑھتا جا رہا تھا چنانچہ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ اب تبلیغ و تصنیف کا کام تو ہم اپنی طرف سے کر چکے ہیں اب ہمیں باقی ایام میں دعا میں مصروف ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے دنیا میں حق و صداقت قائم فرمائے۔ اور ہمارے آنے کی غرض پوری ہو۔ چنانچہ حضور نے اسی خواہش کی تکمیل کے لئے ۱۲ر مارچ ۱۹۰۳ء کو جمعہ کے بعد بیت الفکر کے ساتھ غربی جانب ایک مقدس کمرہ کی بنیاد رکھی جس کا نام "مسجد البیت" اور "بیت الدعا" تجویز فرمایا۔ اس میں بھاری بھر کم دو اور دُبلے پتلے تین آدمی بمشکل کھڑے ہو کر نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یہی وہ مختصر حجرہ ہے جس میں حضور تخلیہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاشقانہ انداز میں اکثر سربسجود رہ کر دعاؤں میں مشغول رہتے تھے۔

اس بیت الدعا اور مسجد البیت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضورؑ نے ایک دفعہ اپنے مخلص صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے فرمایا:۔

"ہم نے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں ستّر سال کے قریب عمر سے گزر چکے ہیں موت کا وقت مقرر نہیں۔ خدا جانے کس وقت آ جائے اور کام ہمارا ابھی باقی ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ رہی سیف اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہیں۔ لہٰذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دُعا کی کہ اس مسجد البیت اور بیت الدعا کو امن اور سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیرّہ اور براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بنا دے"

(ذکر حبیب صفحہ ۱۱)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کے کناروں تک سے زیارت مقامات مقدسہ کے لئے تشریف لانے والے زائرین کا بالخصوص جلسہ سالانہ کے موقعہ پر چوبیس گھنٹے تانتا بندھا رہتا ہے جو اس بیت الدعا میں کھڑے ہو کر نوافل ادا کرنے اور ممنوع اوقات نماز میں اس میں کھڑے ہو کر دعائیں کرنے کو اپنی بڑی سعادت تصور کرتے ہیں اس بیت الدعا کے جملہ اخراجات حضورؑ کے مخلص مرید شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہاؤس لاہور نے ادا کئے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے "بیت الدعا" کو امن و سلامتی اور اعداء پر دلائل و براہین کے اعتبار سے فتح کا گھر بنا دیا ہے جس کی فتوحات کا سلسلہ ہر آن جاری ہے اور اس مقدس مقام کو بھی عالمی شہرت حاصل ہو گئی ہے۔

بہشتی مقبرہ

بہشتی مقبرہ بھی شعائر اللہ میں داخل ہے اور اس کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں وابستہ ہیں۔ اس کا قیام اس طرح عمل میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ۱۹۰۵ء میں یہ ظاہر فرمایا کہ آخری حصہ زندگی کا یہی ہے جو اب گزر رہا ہے۔ چنانچہ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو حضور نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک کوری ٹنڈ میں کچھ پانی مجھے دیا گیا۔ پانی صرف دو تین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے لیکن بہت مصفّٰی اور مقطّر پانی ہے "اس کے ساتھ ہی الہام ہوا "آب زندگی"۔ پھر الہام ہوا "خدا کی طرف سے سب پر اداسی چھا گئی۔ (ریویو دسمبر ۱۹۰۵ء)

دسمبر ۱۹۰۵ء میں صاف بتایا گیا "قرب اجلکُ المقدر" یعنی تیری اجل مقدر آ گئی ہے۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔ یہ ہو گا یہ ہو گا یہ ہو گا بعد اس کے تمہارا واقعہ ہو گا تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ (الوصیت)

ان الٰہی خبروں کی بناء پر حضورؑ نے ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو الوصیت نام سے ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔ جس میں ان الہامات کو تصنیف فرما کر اپنی وفات کی اطلاع دی اور نہایت شفقت بھرے الفاظ میں جماعت کو اندرونی انقلاب برپا کرنے اور نیک تبدیلی کی تلقین فرمائی اس رسالہ میں حضورؑ نے دو عظیم الشان حقیقتوں کا انکشاف فرمایا اوّل استقرار خلافت دوم بہشتی مقبرہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح محمدی کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ "یُحدِّثُھم بدرجاتھم فی الجنّۃ"

(صحیح مسلم مصری صفحہ ۵۱۱)

یعنی وہ اپنی جماعت کے لوگوں کو ان کے جنت کے درجات کے بارے میں اطلاع دے گا۔ اس پیشگوئی میں مخبر صادق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت لطیف پیرایہ میں ایک بہشتی مقبرہ کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ جو مسیح موعود کے زمانہ میں مقدر تھا۔ چنانچہ عین اس خبر کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۸۹۸ء کے قریب ایک کشف ہوا جس کی تفصیل آپ کے الفاظ میں یہ تھی:۔

"مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہو گی ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی۔ اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔" (الوصیت)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کو اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں ملی ہیں فرمایا:۔

"چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں رکھی گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اسی لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔"

(الوصیت)

اس کے بعد حضور نے چندہ شرط اوّل اور ترکہ کا ۱/۱۰ حصہ سلسلہ کی ضروریات کے لئے ادا کرنا اور یہ کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو اور دین کیلئے زندگی وقف رکھتا ہو تفصیل کے ساتھ جملہ شرائط بیان فرمائی گئیں:۔

جنازہ گاہ و مقام ظہور قدرت ثانیہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال بتاریخ ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء بمقام لاہور ہوا اور ۲۷ر مئی کی صبح نماز فجر کے وقت جنازہ قادیان لایا گیا۔

مؤرخہ ۲۷ر مئی کو جملہ حاضر الوقت احمدی احباب نے بڑے باغ (متصل بہشتی مقبرہ) کے جنوبی حصہ میں آم کے چند درختوں کے سایہ میں بیٹھ کر متفقہ طور پر حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین منتخب کیا اور سب نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس طرح ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق جماعت نے جماعت میں سے "اتقیٰ رجل" کے ہاتھ پر بیعت کی تو دوسری طرف مومنوں کے اس طور کے اتفاق سے خلافت احمدیہ کی صورت میں خدا تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا۔ بیعت خلافت کے بعد اسی مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی اقتداء میں تمام حاضر الوقت احمدی احباب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ ادا کیا اور بعد میں تدفین عمل میں آئی۔

جس مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

(آگے صفحہ ۳۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

اخبار بدر کے معاونین

محمد حفیظ بقاپوری

مُلکی تقسیم کے بعد سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہٗ کے ارشاد کی تعمیل میں قادیان سے ہفت روزہ بدر کی باقاعدہ اشاعت تو ۷ رمارچ ۱۹۵۲ء سے شروع ہوئی لیکن اخبار کے اجراء کی دفتری کارروائی ایک سال سے ہو رہی تھی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ تھے آپ نے ایڈیٹر اور اسسٹنٹ ایڈیٹر کا کام کرنے کے لئے علی الترتیب مرحوم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی اور خاکسار کے نام تجویز کرکے حضرت اقدس کی منظوری کے لئے کاغذات بھجوائے۔ حضور رضؓ نے ازراہِ کرم منظوری مرحمت فرما دی۔ ادھر ہمارا یہ حال تھا کہ ہم دونوں میں سے کسی کو بھی پہلے سے اخبار کے کام کا نہ تجربہ تھا اور نہ ہی اس بارہ میں کچھ معلومات ہی تھیں۔ بایں ہمہ مقدس آقا کے ارشاد کی تعمیل میں سب برکتیں یقین کرتے ہوئے اللہ کا نام لے کر کام شروع کر دیا۔ یہ حضور رضؓ کی رُوحانی توجہ اور دُعاؤں کا نتیجہ ہے احمدیت کے دائمی مرکز قادیان سے جس کا آغاز خدا کے اولوالعزم خلیفہ نے فرمایا تھا وہ بدستور جاری رہا اور آج اس اخبار کی اشاعت پر ۲۶ سال پورے ہو رہے ہیں۔ خدا کا ہزار ہزار شکر اور اس کا احسان ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے ایسے سامان کرتا چلا گیا کہ اس عرصہ میں بغیر کسی غیر معمولی وقفہ کے اخبار کا ہر پرچہ اپنے وقت پر شائع ہوتا رہا۔ اس کے ذریعہ اسلام واحمدیت کی آواز اندرون ملک اور بیرونی ممالک میں بھی پہنچانے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک

فی زمانہ کوئی بھی دینی اور مذہبی اخبار دیگر افراد کے مخلصانہ تعاون کے بغیر چل نہیں سکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ اخبار بدر کو شروع ہی سے قابلِ صد احترام بزرگوں اور مہربان دوستوں کی طرف سے قلمی اور مالی تعاون حاصل رہا۔ قلمی تعاون کے لحاظ سے علمی مضامین ہوں یا تبلیغی وتربیتی، مبلغین اسلام کی کارگزاری کی رپورٹیں ہوں یا جماعتی جلسوں اور تقاریب کی رودیداد، یہ سب تفصیلات اپنے اپنے وقت پر سبھی قلمکاروں کے تعاون سے اخبار بدر کے صفحات کی زینت بنتی رہی ہیں۔

اسی طرح کا قلمی تعاون مرکزی علماء کی طرف سے اندرون ملک اور بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ سرانجام دینے والے مبلغین ومبشرین اسلام کی طرف سے اسی طرح جماعت کے ذی علم مضمون نگاروں کی طرف سے بدر کو حاصل رہا۔ مقامی علماء میں سے اس سلسلہ میں سرِ فہرست محترم مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی کا نام ہے۔ جب تک آپ کی صحت نے ساتھ دیا آپ بدر کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور ہی لکھتے رہے اور سب کا سب بڑا مفید اور کارآمد ہوتا۔ اسی طرح محترم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے اور جناب چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی (اخبار بدر کے مخصوص کام سے فراغت کے بعد) اپنے اپنے انداز میں وقتاً فوقتاً اخبار بدر کے لئے ضرور لکھتے رہے ہیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ہندوستان کے مبلغین میں سے سرِ فہرست محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کا نام ہے۔ (اب تو آپ ماشاء اللہ ناظر دعوۃ وتبلیغ کے اہم عہدہ پر فائز ہو چکے ہیں) اسی طرح محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی اور مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب جب تک میدانِ تبلیغ میں رہے اُس وقت بھی اور اب جبکہ ہر دو حضرات قادیان میں سلسلہ کی دوسری خدمات سرانجام دے رہے ہیں، دونوں کا قلمی تعاون جاری ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ یہ تو پرانے مبلغین کرام ہیں۔ زمانہ درویشی کے فارغ التحصیل جو خاکسار کے شاگرد بھی رہے ہیں جوں جوں میدانِ تبلیغ میں بھیجے گئے یا مرکز میں کسی خدمت کا موقع ملا اور اُن کا علم اور تجربہ بڑھتا گیا ہر ایک نے حسبِ حالات وحسبِ توفیق اخبار بدر سے قلمی تعاون کیا اور کر رہے ہیں۔ ایسے نوخیز علماء میں سے مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل۔ مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے۔ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری اور مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بڑھ چڑھ کر دینی خدمات بجالانے کی توفیق دے اور صحت وعافیت کے ساتھ رکھے۔ آمین

ہندوستان کے مبلغین کے بعد اندرون ملک کے دوسرے مضمون نگاروں کی قلمی اعانت کا نمبر آتا ہے۔ گو ابتدائی دَور میں آ ایسے معاونین کی بڑی کمی رہی تاہم موجودہ میں نوخیز قلمکاروں میں سے مکرم عبدالحمید صاحب انصاری حیدرآباد کے اور عزیز مکرم سید رشید احمد صاحب سونگھڑ دی بی اے کے اسماء گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں یہ دونوں دوست ذاتی شوق اور خلوص و محبت کے جذبہ سے اپنے مضامین اخبار بدر کے لئے بھیجتے رہے ہیں۔ ان کے علاوہ امریکہ اور دوسرے ممالک میں قیام پذیر ہمارے احمدی دوست وقتاً فوقتاً وہاں کی اخبارات اور کتب ورسائل میں شائع شدہ مفید حوالہ جات ارسال کرتے رہے جن کو منقولات کے تحت شائع کیا جاتا رہا ان میں مکرم سید عبدالعزیز صاحب آف نیوجرسی امریکہ اور مکرم سید شہاب احمد صاحب وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

ادھر ربوہ میں بھی ہمارے نہایت درجہ قابلِ احترام بزرگ اخبار بدر کو اپنے بلند پایہ خصوصی مضامین سے ہر موقعہ پر نوازتے رہے۔ اس سلسلہ میں سرِ فہرست حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہٗ کا نام نامی اور اسم گرامی ہے۔ آپ رضؓ کا قادیان کے ساتھ ویسے بھی انتظامی رنگ میں نہایت درجہ گہرا اور قریبی تعلق رہا ہے۔ لیکن اخبار بدر پر تو آپ رضؓ کی خاص نظرِ عنایت رہی۔ أعلى الله درجاته في الجنة۔ دوسرے نمبر پر حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ آپ کو تو اخبار بدر سے غیر معمولی پیار تھا۔ ایسا پیار کہ غالباً کبھی بھی اس کی یاد آپ کے دل سے محو نہ ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود پیرانہ سالی کے اخبار بدر کو بغور (جب تک ڈاک کی سہولت میسر رہی) مطالعہ فرماتے۔ بڑی ہی ذرہ نوازی فرماتے مدیر بدر اور بدر کے مضمون نگاروں کی ہمت بڑھاتے رہتے اور اپنا تازہ منظوم کلام بڑے تعاہد کیساتھ بھجواتے جو زیادہ تر قادیان اور اس کے دینی ماحول سے متعلق ہوتا۔ اور اپنے آپ کو ہمیشہ ہی ''مہجور'' لکھتے کہ گویا قادیان کی محبت اُن کو ہر آن بے قرار رکھتی جس سے ہجرت کے بعد اُس کی میٹھی یادیں اُنہیں ہمیشہ ہی تڑپاتی رہتی تھیں رضی اللہ عنہ۔ تیسرے نمبر پر خالدِ احمدیت مرحوم ومغفور مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کا اسم گرامی ہے۔ آپکے مؤقر رسالہ الفرقان سے بدر کے لئے بہت کچھ استفادہ ہوتا رہا۔ اس کے باوجود آپ بدر کے لئے خصوصی مضامین ارسال فرماتے اور بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ ہر پرچہ بدر کو (جب تک ڈاک کی سہولت میسر رہی) مطالعہ فرماتے۔ آپ کی قلمی اعانت اور علمی افادہ کبھی بھی بھلایا نہ جاسکے گا۔

روزنامہ الفضل ربوہ تو بدر کے لئے مستقل استفادہ کا ذریعہ رہا ہے اور رہے گا۔ اسی مرکزی آرگن سے سیدنا حضور خلیفۃ المسیح کے خطبات اور تقریریں بدر میں نقل کرکے احباب ہندوستان تک تازہ بتازہ رُوحانی غذا کے طور پر پہنچائی جاتی رہی ہیں۔ اس کے علاوہ علمی مضامین۔ بیرونی ممالک میں تبلیغی مہم اور تعمیر مساجد اور اشاعت قرآن کی تفصیلات کا بہت کچھ حصہ حاصل کیا جاتا رہا ہے۔ الفضل کے ساتھ ساتھ جب تک ڈاک کی سہولیات حاصل رہیں اور رسالہ ''انصار اللہ'' ہمیں ملتا رہا، اس سے بھی بہت سے علمی مضامین نقل کرکے احباب تک پہنچانے کا موقع ملا۔ اسی طرح جناب ثاقب صاحب زیروی کے ہفت روزہ لاہور سے بھی استفادہ کیا جاتا رہا۔ ان سب اخبارات ورسائل میں کام کرنے والے ہماری طرف سے بہترین شکریہ کے حق دار ہیں۔ شکر اللہ سعیہم وجزاہم جزاءً حسنًا۔

—— (۲) ——

قلمی معاونت کے ساتھ ساتھ مالی معاونت کرنے والے دوستوں کا ذکر کیا جانا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں خاکسار کے نزدیک سرِ فہرست، تو اخبار بدر کے وہ بھی خریداران ہی معاون ہیں جن کی طرف سے بدر کی خریداری قبول کرکے بہترین تعاون ملا۔ اگرچہ اس کے نتیجہ میں خود انہیں بھی بدر کے ذریعہ بہت سا علمی، رُوحانی اور تبلیغی فائدہ ہوا۔ لیکن اس وقت ہم بدر کی اعانت کی بات کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی اخبار کے خریدار ہی ایسا بنیادی تعاون پیش کرتے ہیں جن پر اخبار کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اور اس کا دائرہ وسعت پذیر ہوتا ہے۔ باوجودیکہ فی زمانہ لوگ مذہبی اخبارون کو ایسی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے، جیسا کہ فلمی رسالوں یا دیگر جاسوسی ناولوں اور سیاسی اخبارون کو دیکھتے ہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اخبار بدر کو شروع ہی سے ایسے مخلصین کا تعاون بصورت خریدار حاصل رہا جو اس کو شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ خدا کے فضل سے یہ دائرہ دن بدن وسیع ہو رہا ہے۔ نہ صرف احمدی احباب ہی اخبار بدر میں دلچسپی لیتے ہیں بلکہ غیر احمدی اور غیر مسلم حضرات بھی اسے شوق سے پڑھتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مالی معاونت کے سلسلہ میں انفرادی پہلو سے مرحوم ومغفور حضرت سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ آپ کو اخبار بدر سے اس قدر محبت تھی کہ اس کی توسیع اشاعت کے لئے کسی بھی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے بلکہ کئی طریقوں سے جو اللہ تعالےٰ ہی آپ کے دل میں ڈالتا، اخبار کی توسیع اشاعت میں اپنے پاکیزہ مال کو پیش کرتے مثلاً کبھی ایسا ہوتا کہ ایک بڑی رقم اپنی خاص جیب سے اخبار بدر کی عنایت فرما دیتے اور دفتر کو ہدایت فرماتے کہ نادار دوستوں سے نصف شرح پر چندہ وصول کیا جائے اور باقی نصف اس فنڈ سے شامل کرلیا جائے۔ اسی طرح اپنی دکان کا اشتہار برسوں اخبار بدر میں محض اعانت کی غرض سے دیتے۔ اس کی اُجرت بڑے تعاہد کے ساتھ ادا فرماتے حالانکہ آپ کا تجارتی کاروبار اخبار بدر میں اشتہار دینے کا محتاج نہ تھا۔ چونکہ آپ کو بدر سے عقیدت، اور خاص قسم کی محبت تھی، اس لئے آپنے اعانت بدر کی یہ صورت نکال رکھی تھی۔ آپ کی وفات کے بعد آپکے سعادت مند بیٹے اپنے مرحوم ومغفور باپ کے اس طریق کو حتی الامکان اب بھی جاری رکھے ہوئے ہیں جزاھم اللّٰہ تعالےٰ اجمعین

حضرت سیٹھ بانی صاحب مرحوم کے علاوہ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد اور محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر۔ محترم اختر حسین صاحب شموگہ اور محترم ایس ایم شہاب احمد صاحب آف کینڈا اور محترم بشیر الدین الہ دین صاحب آف سکندرآباد بھی خصوصی معاونین مالی کے طور پر ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزاء دے۔

مذکورہ مخیر دوستوں کے علاوہ خود مرکز میں ہمارے ایک درویش بھائی محترم مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب ناظر بیت المال خرچ جو نظارت کے فرائض منصبی بجالانے کے علاوہ زائد وقت میں ایک عرصہ تک منیجر بدر کا اہم کام کرتے رہے۔ آپ نے اخبار بدر کے مرکزی دفتر کو بہت ہی باقاعدہ اور منضبط کیا۔ اس خدمت کے عوض مرکز کی طرف سے جو الاونس آپ کو ملتا، آپنے سال بھر کا الاونس بطور اعانت بدر کو دیکر بہت سے مستحق اور نادار افراد کے نام اخبار بدر جاری فرمایا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اس سلسلہ میں آخر پر وہ سبھی معاونین ہیں جو اپنے یہاں خوشی کی تقاریب پر اخبار بدر کی مالی اعانت کرتے ہیں۔ مثلاً نکاح۔ شادی۔ ولادت۔ امتحان میں کامیابی وغیرہ مواقع پر اس فنڈ میں حسب توفیق رقم ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ ابتدار میں اس طرف احباب کی توجہ زیادہ نہ تھی لیکن کچھ عرصہ سے اللہ تعالیٰ نے احباب کے دلوں کو اس طرف پھیر دیا ہے۔ اس طرح ان کے لئے اخبار میں دُعا کی تحریک بھی ہوجاتی ہے اور اخبار کی اعانت ہوکر وہ اشاعت اسلام کے ثواب میں بھی شریک ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کے نیک جذبہ کو قبول فرمائے اور اُن کی مُرادیں انہیں دے۔

(۳)

اخبار بدر کی اس طور پر مالی اعانت کی مذکورہ تفصیل پڑھ کر یہ خیال کرلینا کہ اس طرح کے محاصل سے اخبار کے تمام اخراجات پُورے ہوجاتے ہیں، درست نہیں۔ کیونکہ حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔ جو کچھ زرخریداری یا مختلف النوع اعانتوں سے رقوم حاصل ہوتی ہیں ان کے متقابل پر اخراجات کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ پہلے نمبر پر اخبار کے سالانہ چندہ ہی کی مقدار کو لے لیں۔ یہ اس قدر کم ہے کہ بازار میں اس قدر صفحات والے اخبارات کی قیمتوں کے مقابل پر اس کی کوئی نسبت ہی نہیں۔ اسی طرح بدر کو کوئی ایسے اشتہارات بھی نہیں ملتے جو اس کے لئے معقول آمدنی کا ذریعہ بن سکیں۔ چونکہ جماعت کی طرف سے مرکز قادیان سے ایسا اخبار پیسہ کمانے کی غرض سے جاری نہیں کیا گیا بلکہ اس کی غرض اور تمام تر مقصد تو یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے، اس کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ افراد تک اُس رُوحانی پیغام کو مؤثر طریق پر پہنچایا جائے جس کی اس وقت بنی نوع انسان کو بڑی ضرورت ہے۔ لیکن دُنیا اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اس سے غافل ہے۔ قادیان کی مبارک بستی سے یہ رُوحانی آواز حضرت امام مہدی علیہ السلام اور اقوام عالم کے موعود رُوحانی مصلح اور امام الزّمان کی طرف سے بلند ہوئی۔ اس لئے زائد اخراجات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے محض بنی نوع انسان کی خیرخواہی کے جذبہ سے صدر انجمن احمدیہ اپنے خاص بجٹ سے بہت بڑی رقم خرچ کر کے اس نیک کام کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ خُدا کرے کہ اخبار بدر ان تمام اغراض ومقاصد کو بہتر رنگ میں پُورا کرنے کی توفیق پائے اور اس کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ سعید رُوحوں کو شناخت حق کی سعادت ملے۔

اس کے ساتھ اللہ تعالےٰ ان سب دوستوں کو اپنی جناب سے اجر جزیل عطا فرمائے، جو اخبار بدر کی قلمی اور مالی معاونت

۲۴

۲۴ میں حصہ لیتے رہے ہیں اور آئندہ لیتے چلے جائیں گے۔ خدا تعالےٰ اُن کے اس نیک عمل کو ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنادے اور اسے اپنے فضل سے قبول بھی فرمائے۔

آمین برحمتک یا ارحم الرّاحمین!

قادیان دارالامان کے مقاماتِ مقدسہ

(بقیہ صفحہ ۱۹)

جنازہ پڑھا گیا اور خلافت اولیٰ کی بیعت ہوئی۔ یہ مقام احمدیت کی تاریخ میں خاص اہمیت کا حامل ہے اور اس لحاظ سے یہ مقدس مقام بھی شعائر اللہ میں قرار دیا جاسکتا ہے اور قابل زیارت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی، جنہیں حضور کے آخری سفر لاہور میں حضورؑ کی خدمت میں حاضر رہنے اور بعد وصال حضورؑ کا جنازہ قادیان لانے کے وقت موجود رہنے کی سعادت حاصل ہوئی اسی طرح بیعت اولیٰ اور نماز جنازہ میں بھی شرکت کا شرف پایا۔ حضرت بھائی جی نے شروع زمانہ درویشی میں اپنی بہترین یادداشت کے مطابق جنازہ پڑھے جانے اور ظہور قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت اولیٰ کی بیعت کرنے کے مقام کی نشاندہی کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت بھائی جی رضی کو اس کی جزائے خیر دے اور جنت میں آپ کو بلند مقامات عطا فرمائے۔

الدّار

قادیان کے مقدس مقامات میں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ گھر بھی ہے جسمیں حضورؑ آخری وقت تک رہائش پذیر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ اس گھر کو بھی اس طور پر برکت دالا بنادیا کہ طاعُون کے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی گھر کے متعلق ایک عظیم الشان بشارت دیتے ہوئے الہاماً وعدہ دیا کہ "اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ"۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کی حفاظت کا یہ وعدہ نہایت عجیب وغریب طریق پر پُورا ہوا کہ پنجاب میں طاعُون کی وبا بہت زیادہ بربادی لائی۔ گھروں کے گھر خالی ہو گئے اور کئی گاؤں اُجڑ گئے۔ قادیان میں بھی گو طاعون کا حملہ زیادہ شدت کیساتھ نہیں ہوا پھر بھی حضورؑ کے مخالفین اور معاندین خاص طور پر اس کا نشانہ بنے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے الدّار کے متعلق اس طرح پر اپنے نشان کا اظہار فرمایا کہ اس میں سکونت پذیر ہر شخص محفوظ رہا حتی کہ اس گھر کا کوئی چوہا تک طاعون سے نہیں مرا۔ اسی طرح ۱۹۴۷ء کے پُرآشوب اور پُرخطر دَور میں بھی اللہ تعالےٰ نے الدّار کو اپنی خاص حفظ وامان میں رکھا۔ اس لحاظ سے الدّار بھی شعائر اللہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ دور باہر سے آنے والے دوستوں کو اس جگہ کی زیارت اور اس میں کچھ وقت قیام کرنے کی سعادت میسر ہے۔

وآخر دعوٰنا اَنِ الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

احمدیہ مسلم کیلنڈر بابت سال ۱۳۵۷ ہش ۱۹۷۸ء

نظارت دعوۃ وتبلیغ کے شعبہ نشر واشاعت کی طرف سے شائع ہونیوالا کیلنڈر بابت سال ۱۳۵۷ہش مطابق ۱۹۷۸ء طبع ہوکر آچکا ہے۔ یہ کیلنڈر نہایت عمدہ اور جاذب نظر چار رنگوں میں آرٹ پیپر پر ۲۷ × ½۱۸ انچ حجم کا ہے۔

- اس کیلنڈر میں خانہ کعبہ کی بڑے سائز کی پُرکشش تصویر کے علاوہ ہالینڈ اور جرمنی میں جماعت احمدیہ کی تعمیر شدہ خوبصورت مساجد کی تصاویر بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔
- چار چارٹس پر مشتمل اس کیلنڈر میں ہر چارٹ پر تین تین ماہ کی روشن انگریزی ہندسوں میں تاریخیں درج ہیں۔ اور ہفتہ کے دنوں کے نام عربی۔ فارسی۔ اُردو اور انگریزی میں درج کئے گئے ہیں۔
- مذکورہ چار چارٹس کے علاوہ پانچواں چارٹ جو ہجری شمسی تقویم کے مہینوں کی تفصیل مع وجہ تسمیہ اُردو اور انگریزی ہر دو زبانوں پر مشتمل ہے، پن کیا گیا ہے۔

یہ کیلنڈر جہاں دیگر کثیر خوبیوں اور فوائد کا حامل ہے وہاں یہ کیلنڈر تبلیغ اسلام واحمدیت کا بھی عظیم ذریعہ ہے۔ اس غرض کے پیش نظر اس کیلنڈر کا ہر احمدی گھر میں دوکانوں اور خاص پبلک مقامات پر آویزاں ہونا ضروری اور مفید ہے اس لئے احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں کیلنڈر خرید کر فائدہ اُٹھائیں اگرچہ نظارت کے اخراجات زیادہ ہوگئے ہیں مگر تبلیغی اغراض کے پیش نظر اس کی قیمت صرف دو روپے (Rs. 2/-) مقرر کی گئی ہے۔

محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ ایک سے زائد کیلنڈر منگوانے میں ڈاک خرچ کم پڑتا ہے۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

تجدیدِ دین اور خلافتِ احمدیہ

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

لمحۂ فکریہ ۱۳۹۸ھ ہجری کا آغاز ہو چکا ہے۔ گویا چودھویں صدی کے ختم ہونے میں اب صرف تین سال کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ اور جوں جوں چودھویں صدی کا اختتام نزدیک آرہا ہے، ہمارے مسلمان بھائیوں کے اضطراب میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے کہ سلفِ صالحین اور علماءِ اُمّت تو یہ بیان کرتے چلے آ رہے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی میں ہوگا۔ لیکن نہ تو اُن کے خیال کے مطابق کوئی مجدّد ہی اس صدی میں ظاہر ہوا اور نہ ہی مسیح و مہدی کا ظہور ہوا۔ حالانکہ یہ خود اُن کی نگاہ کا قصور ہے کہ عین ضرورت کے وقت تجدیدِ دین اور اصلاحِ اُمّت کے لئے آنے والے مسیح موعود و امام مہدی کی شناخت وہ نہ کرسکے جبکہ ۱۳۰۷ھ ہجری میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا کہ :۔

"مجھے خدا کی پاک اور مطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اُس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں "

(اربعین ۱ ص ۳)

اس دعویٰ کے ساتھ آپؑ نے تجدیدِ دین کے لئے ایک مقدس جماعت کی داغ بیل ڈالی جس نے دورِ اوّل میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قیادت میں اور آپ کے بعد آپ کے مقدس خلفاء کی زیرِ قیادت، علماءِ زمانہ کی کفر بازیوں اور زبردست مخالفتوں کے باوجود تن من دھن سے حضرت رسولِ مقبول محمّد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلال کو تمام دُنیا میں قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں کہ خدمت و اشاعتِ اسلام میں وہ ایک مثال بن گئی ہے۔ جس کا اعتراف غیروں کو بھی ہے۔ جی ہاں! جماعتِ احمدیہ جس پر آج خدا کے فضل سے سورج غروب نہیں ہوتا۔ اور آج جبکہ سن ہجری کی اس صدی کے ۹۷ سال ختم ہو چکے ہیں اس جماعت کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں لاکھوں غیر مسلم کلمۂ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔

ہند و پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں اس برگزیدہ الٰہی جماعت نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اُن کی ایک مختصر سی جھلک کچھ اس طرح پر ہے کہ ۲۳ زبانوں میں قرآنِ مجید کے تراجم شائع ہوئے۔ مختلف بیرونی ممالک میں ۲۵۳ مساجد تعمیر ہوئیں۔ ۱۳۶ تبلیغی مشنز کا اجراء ہوا۔ ۴۷ سکول اور کالج۔ ۱۷ ہسپتال اور ۲۱ اخبارات و رسائل خدماتِ دینیہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارے دیگر مسلمان بھائی انتظار کی گھڑیاں کاٹ کاٹ کر بیزار ہو رہے ہیں۔ اور زبانِ حال سے یوں گویا ہیں کہ ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

ایک اور مسئلہ جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا، چودھویں صدی ہجری کا اختتام عامۃ المسلمین کے لئے ایک لمحۂ فکریہ بنا ہُوا ہے تو اس کے ساتھ ہی بعض افراد کو اب یہ فکر لاحق ہوگئی ہے کہ اب پندرھویں صدی کا مجدّد کون ہوگا؟ سو اس تعلق میں جماعتِ احمدیہ کے افراد کو تو خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی فکر اور اندیشہ لاحق نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے "خلافت" کا دائمی نظام اور نعمتِ عظمیٰ ہمیں عطا فرمائی ہے۔ جس کا کام ہی تجدید و تمکینِ دین ہے۔ لیکن باوجود نظامِ خلافت کے قائم ہونے کے پھر بھی اگر کسی ایسے فرد کے دِل میں کسی مزید نئے اور علیحدہ مجدّد کی تلاش کا خیال پیدا ہو جو ایک طرف تو اپنے آپ کو مسیح موعود کی جماعت میں بھی شامل سمجھتا ہو اور دُوسری طرف بمطابق رسالہ الوصیت جماعت میں سلسلہ خلافت کا بھی قائل ہو تو کہنے دیجئے کہ ایسے شخص کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور تقاریر کو بغور مطالعہ کرنے کا اتفاق نہیں ہُوا۔ اور اس کا علم محض سرسری ہی ہے۔

سو آیئے! ہم احادیث و قرآن کی روشنی میں اس مسئلہ کا مختصر سا جائزہ لیں۔ اگر دل میں خلوص ہو تو اس مسئلہ کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے :۔

"اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا"

(ابو داؤد۔ جلد ۲۔ ص ۲۴۱)

کہ اللہ تعالیٰ اس اُمّت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے افراد کو مبعوث فرماتا رہے گا جو دینِ اسلام کی اصلاح و تجدید کا کام کرتے چلے جائیں گے۔

جب اس تعلق میں قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دراصل آیتِ استخلاف کی تفسیر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا

(سُورۃ النُّور : آیت ۵۶)

کہ اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وُہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وُہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔

اس لحاظ سے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ نے اپنی تصانیف میں جہاں بھی تجدیدِ دین پر بحث فرمائی ہے وہاں آپ نے اسی آیتِ استخلاف سے استدلال کرتے ہوئے خلافت کا ضرور ذکر فرمایا ہے۔ (اِلّا ماشاء اللہ)

خلیفہ کی تعریف چنانچہ حضور علیہ السلام نے خلیفہ کی تعریف اور معنیٰ اِن الفاظ میں بیان فرمائے ہیں کہ :۔

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدیدِ دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اُس کو دُور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں اُنہیں خلیفہ کہتے ہیں "

(ملفوظات جلد چہارم ص ۳۸۳)

سو اسی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافتِ راشدہ کا سلسلہ قائم فرمایا۔ اور خلفاء راشدین نے اپنے دَور میں تجدید و احیاء اور تمکینِ دین کا فریضہ نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔ اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور خدا تعالیٰ کی مصلحت اور مسلمانوں میں آیتِ استخلاف کے مطابق شرائط کے فقدان کے باعث خلافتِ راشدہ کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اور خلافت ملوکیت میں تبدیل ہو گئی اور فیجِ اعوج کا دَور شروع ہوا تو خدا تعالیٰ نے دینِ اسلام کو لاوارث نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ خلافت کا ایک اور سلسلہ بصورتِ مجدّدین جاری فرمایا۔ اور ہر صدی میں صلحاءِ اُمّت کا ایسا گروہ ضرور موجود رہا جس نے تجدید و احیاءِ دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ حتیٰ کہ جب چودھویں صدی کا زمانہ قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی منشاء کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود کو مبعوث فرمایا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور علمائے اُمّت کی تصریح کے مطابق نہ صرف مجدّدِ دوراں ہی ہیں بلکہ رسول اور نبی بھی ہیں مگر ایسے نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور اُمّتی ہیں۔

خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جو مقدس جماعت مومنین کی قائم ہوئی وہ ایک طرف آیاتِ قرآنیہ

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (جمعہ : ۴)

اور ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۝

(الواقعہ : ۴۰-۴۱)

کے مطابق دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہاتھ سے تربیت یافتہ ہے۔ تو دُوسری طرف اس خصوصیت کے ساتھ وہ اُن تمام شرائط کو پورا کر رہی ہے جو آیتِ استخلاف میں بیان کئے گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اُمّتِ محمدیہ میں سے مسیح موعود کی جماعت میں دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوّت کو قائم فرمایا جس کا سلسلہ قیامت تک چلتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسی سلسلۂ خلافت علیٰ منہاج النبوّت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب الوصیّۃ میں "قدرتِ ثانیہ" قرار دیا ہے جبکہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا :۔

"تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا"

اسی سلسلۂ خلافت کو دائمی اور غیر منقطع قرار دیتے ہوئے آپ نے اپنی جماعت سے یوں خطاب فرمایا :۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ

خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ **وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔** اور وہ دُوسری قُدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا **جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔**"

(الوصیّت ص ۶-۷)

پس جو لوگ صرف ایک صدی کے بعد دوسری صدی کے مُجدّد کے انتظار میں رہتے ہیں، انہیں مندرجہ ذیل باتیں پیشِ نظر رکھنی چاہئیں کہ:-

(۱)...جیسا کہ مضمون میں بیان کیا جاچکا ہے کہ دورِ اوّل میں خلافتِ راشدہ کے ختم ہو جانے کے بعد مسیح موعود کے دَور تک کا جو خلاء ہے اور جسے حدیث نبویؐ میں فیج اعوج کا دَور قرار دیا گیا ہے، اِسی عبوری دَور کے لئے آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم نے دراصل یہ فرمایا ہے کہ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ خلافت کی ایک اَور شاخ جاری فرمائے گا جس کو ہم سلسلۂ مجدّدین کہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ دائمی نہیں بلکہ دوبارہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کے قیام تک ہے۔

(۲)— دوسری بات انہیں یہ مدِّنظر رکھنی چاہیئے کہ قرآن مجید میں کہیں بھی مجدّد کے آنے کا ذکر نہیں کہ جس کی وجہ سے سلسلۂ مجدّدین کو دائمی قرار دیا جاسکے۔ ہاں البتہ آیتِ استخلاف کی روشنی میں سلسلۂ خلافت کے اجراء کا ضرور وعدہ ہے۔

(۳)— تیسری بات جو قابلِ لحاظ ہے وہ یہ کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ حوالہ سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ جماعتِ احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کا سلسلہ دائمی اور قیامت تک منقطع نہ ہونے والا ہے۔ اور یہ خلافت ہمیشہ جماعت کے ساتھ رہے گی۔ گویا کوئی زمانہ اور کوئی لمحہ بھی جماعت پر ایسا نہیں آئے گا جبکہ وہ تربیت، اِصلاح اور تجدید و غلبۂ اسلام کے لئے اپنے آپ کو یتیم سمجھے۔ بلکہ ہمیشہ خلافت کا سایہ اُن کے سر پر ہوگا۔ ورنہ صرف اور صرف سلسلۂ مجدّدین ہی پر اکتفاء کرنے والوں کو خود یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایک مجدّد کے بعد دُوسرے مجدّد تک بہر حال سو سال کا انتظار کرنا پڑیگا۔ اور اس عرصہ میں پھر لوگوں کا پہلے جیسا حال ہو جائے گا۔

تجدیدِ دین

بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتب کے مطالعہ سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کے وصال کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت حاجی الحرمین حکیم مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے پر جو خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کا سلسلہ دوبارہ قائم ہُوا۔ اور اب خدا تعالےٰ کے فضل سے خلافتِ ثالثہ کا بابرکت دَور جاری ہے۔ تو یہ سلسلۂ خلافت قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور چونکہ وعدۂ الٰہی کے مطابق آیتِ استخلاف کی روشنی میں نظامِ خلافت ہی دراصل برکاتِ رسالت کا ضامن اور تجدید و تمکینِ دین کا علمبردار ہے۔ اس لئے خلیفۂ راشد کی موجودگی میں کسی علیحدہ مجدّد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یا بالفاظِ دیگر ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اب آئندہ قیامت تک کا دَور چونکہ مسیح موعود کا دَور ہے اور مسیح موعود کے خلفاء کا سلسلہ قیامت تک غیر منقطع ہے اس لئے آئندہ صدیوں میں جو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خلفاء ہوں گے وہی مجدّدِ وقت بھی ہوں گے کیونکہ اب آئندہ اسلام کی تجدید، تمکین اور عالمگیر غلبہ سب خلافتِ حقّۂ احمدیّہ ہی سے وابستہ ہے۔

اور حسبِ منطوق حدیثِ نبویؐ

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔

(بخاری۔کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الجمعہ)

کہ اگر ایمان ثُریّا (ستارہ) پر بھی چلا گیا ہوگا تو اس کو اہلِ فارس میں سے کئی آدمی یا ایک آدمی پھر وہاں سے لے آئیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ اہلِ فارس یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خاندان کے افراد سے بھی تجدیدِ دین کا کام ہوتا چلا جائے گا۔ اس تعلق میں سیّدنا حضور علیہ السّلام نے خود بھی اس کا اظہار یوں فرمایا ہے کہ:-

"چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بُنیاد حمایتِ اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اُس نے پسند کیا کہ اِس خاندان (میر دردؒ۔ناقل) کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نُوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دُنیا میں پھیلا دے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نُصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بُنیاد ڈالی ہے۔"

(تریاق القلوب طبع اول ص ۶۴۔۶۵)

اِسی طرح اللہ جلّشانہٗ نے حضور علیہ السلام کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ:-

"تیری ذُرّیت منقطع نہیں ہوگی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دُنیا منقطع ہو جائے عزّت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پس خلوصِ دل سے غور کرنے والے کے لئے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آیندہ قیامت تک تجدیدِ دین و اصلاحِ اُمّت کا کام خلافتِ احمدیّہ ہی سے وابستہ ہے۔ کیونکہ ہر قسم کی برکت اب خلافت ہی میں مضمر ہے۔ اسی لئے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ آخری نصیحت فرمائی ہے کہ:-

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوّت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دُنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دُنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ اور تم کو اِس دُنیا میں بھی اُونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اُونچا کرے۔"

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

علاوہ ازیں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خلافتِ ثالثہ کے موجودہ دَور کو بھی نہایت بابرکت اور مُؤیّد من اللہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:-

"میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفۂ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہو جائے گا تو......
اگر دُنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکرلیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء)

انتباہ

پس خلافتِ ثالثہ کے موجودہ نہایت ہی بابرکت دَور اور کامیاب ترین قیادت میں اگر بعض منافق طبع لوگ ہر صدی کے سر پر مجدّد آنے والی حدیثِ نبویؐ کی آڑ میں جماعتِ احمدیہ میں تفرقہ اور بد اعتقادی پھیلانا چاہیں تو جماعت کو چوکس اور بیدار رہنا چاہیئے اور سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اِس انتباہ کو ہمیشہ مدِّنظر رکھنا چاہیئے کہ:-

"ہر شخص جو کسی جماعت میں تفرقہ کا بیج بوتا اور جماعتی اتحاد کو نقصان پہنچاتا ہے وہ احمدیت کا بدترین دشمن ہے۔ اور تمہیں اسی طرح تباہی کے گڑھے میں گرانا چاہتا ہے جس طرح گذشتہ دَور میں مسلمان صدیوں تک تنزّل کا شکار رہے۔ تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی لئے مبعوث فرمایا ہے کہ دُنیا ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو۔ پس ہر شخص جو اتحاد میں رخنہ اندازی کرتا ہے ہر شخص جو اِس سکیم کے راستہ میں روک بنتا ہے وہ خُدائی ناراضگی کا نشانہ بنتا ہے۔"

(روح پرور خطاب تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء ص ۲۹)

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور آئندہ قیامت تک آنے والی تمام نسلوں کو بھی یہ توفیق دے کہ ہم سب ہمیشہ خلافتِ حقّہ احمدیہ کے دامن سے وابستہ رہ کر تجدیدِ دین اور غلبۂ اسلام کی مہم کو کامیاب بناتے چلے جائیں تا جلد از جلد وہ دن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جب چار دانگ عالم میں آنحضرت صلعم کی عظمت کا جھنڈا بلند ہو۔ آمین!

منارۃ البیضاء کے شرق میں مسیح موعود کا نزول

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج مدراس

آخری زمانہ میں ہونے والے نزول ابن مریم کے متعلق عامۃ المسلمین میں مختلف قسم کے قصے اور کہانیاں جو ارشادات خداوندی اور عقل انسانی کے بالکل مخالف ہیں' پائی جاتی ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم آخری زمانہ میں دو فرشتوں کے سہارے سے آسمان سے اُتر کر دمشق کے شرق میں واقع ایک سفید منارے پر اُتریں گے۔ پھر اُس پر بیٹھ کر چلائیں گے کہ سیڑھی لاؤ۔ سیڑھی لاؤ۔ پھر سیڑھی کے ذریعہ نیچے اُترتے ہی لوگوں کو حکم دیں گے کہ میرے آنے کا مقصد سُور کا شکار کرنا اور دنیا کی صلیبوں کو توڑتے پھرنا ہے۔ اسی کام کے لئے ہزاروں سال سے خدا تعالیٰ نے مجھے آسمان میں بحفاظت رکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ ایک معمولی عقل و خرد والا بھی آسانی سمجھ سکتا ہے جو شخص ہزاروں ہزاروں میل کی بلندی سے بغیر کسی سیڑھی کے اُتر آیا ہے کیا وہ ایک منار سے بغیر سیڑھی کے اُتر نہیں سکتا یا وہ فرشتے جو حضرت عیسیٰؑ کو آسمان سے اُٹھا کر لائے تھے کیا وہ اُنہیں بجائے منار پر چھوڑ کر چلے جانے کے زمین پر اُتار نہیں سکتے تھے؟

اِس سلسلہ میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"اس جگہ مسلمانوں پر نہایت افسوس ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ایسے معجزات منسوب کرتے ہیں جو قرآن شریف کی بیان کردہ سنّت کے مخالف ہیں اور وہ راہ چلتے ہیں جس کا آگے کوچہ ہی بند ہے اور نہ صرف اسی قدر کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت عیسائیوں کی پُرانی کہانیوں پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ بلکہ آئندہ کے لئے تمام دنیا سے الگ کسی وقت آسمان سے اُن کا نازل ہونا مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آئندہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ آسمان سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہوں گے اور ایک بڑا تماشہ ہوگا اور لاکھوں آدمیوں کا ہجوم ہوگا۔ اور آسمان کی طرف نظر ہوگی۔ اور لوگ دور سے دیکھ کر کہیں گے کہ وہ آئے وہ آئے اور دمشق میں ایک سفید مینارہ کے قریب اتریں گے۔ مگر تعجب کہ وہ غریب اور عاجز انسان جو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے الیاس نبی کو دوبارہ دنیا میں نہ لا سکا یہاں تک کہ صلیب پر کھینچا گیا اس کی نسبت ایسے ایسے کرشمے بیان کئے جاتے ہیں؟"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۳۶)

اب نہایت اختصار کے ساتھ نزول عیسیٰ بن مریم کے متعلق سیدنا حضرت رسول کریم صلعم کی حدیث اور اس کے ظاہری و باطنی معنے اور مطلب بیان کرتے ہوئے ثابت کیا جائیگا کہ مخبر صادق صلعم کی یہ پیشگوئی نہایت عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی ہے اور پوری ہوتی آرہی ہے۔

حضرت رسول کریم صلعم کی یہ حدیث مسلمؓ نے روایت فرمائی ہے:-

"إذ بعث اللّٰہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء الشرقی دمشق"

(مسلم۔ کنز العمال جلد ۷ ص۲۰۲)

یعنی جب خدا تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو بھیجیگا تو وہ دمشق کے مشرقی جانب سفید منارے کے قریب اُتریں گے۔

اس حدیث پر پوری طرح غور و فکر نہ کرنے کی وجہ سے ہی اِس قسم کی الف لیلوی کہانیاں مسلمانوں میں مشہور ہیں۔ اِس حدیث کے بارے میں مسلمانوں میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مذکورہ حدیث میں دمشق کے مشرق میں نزول کا مقام بتایا گیا ہے جسے مسلمانوں نے عین دمشق میں قرار دیا۔

(۲) یہ نزول مینارۃ البیضاء کے قریب (عند المنارۃ البیضاء) بتایا گیا ہے جسے مسلمانوں نے منارہ کے اوپر اُترنا قرار دیا۔ حالانکہ عربی زبان میں اوپر کے لئے علیٰ کا لفظ آتا ہے۔ عند کا لفظ نہیں آتا۔

نزول عیسیٰ والی مذکورہ حدیث حضرت رسول کریم صلعم کی مکاشفات میں سے ہے۔ اور مکاشفات ہمیشہ استعارات پر مبنی ہوتے ہیں اور مکاشفات کا ظہور کئی رنگ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ اس لحاظ سے مذکورہ حدیث بہت بڑی عظمت کی حامل ہے۔

اِس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی عربی تصنیف حمامۃ البشریٰ میں فرماتے ہیں:-

"وقد أشیر فی بعض الاحادیث ان المسیح الموعود والدجال المعہود یظہران فی بعض البلاد المشرقیۃ یعنی فی ملک الہند ثم یسافر المسیح الموعود أو خلیفۃ من خلفائہ إلی ارض دمشق فہذا معنی القول الذی جاء فی حدیث مسلم ان عیسیٰ ینزل عند منارۃ دمشق فان النزیل ھو المسافر الوارد من ملک آخر"

(ترجمہ) بعض احادیث میں یہ روایت پائی جاتی ہے کہ مسیح موعود اور دجال معہود مشرقی بلاد میں یعنی ملک ہند میں ظہور پذیر ہوں گے۔ اس کے بعد مسیح موعود یا ان کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ ارض دمشق کی طرف سفر اختیار کریں گے۔ یہ روایت حضرت مسلم کی اِس حدیث پر مبنی ہے کہ مسیح موعود دمشق کے مشرق میں منارہ کے قریب اُتریں گے۔ یہاں نزیل سے کسی دوسرے ملک میں وارد ہونے والا مسافر مراد ہے۔

نیز آگے فرماتے ہیں:

"واختار ذکر لفظ المنارۃ اشارۃ الی ان الارض دمشق تنیر وتشرق بدعوات المسیح الموعود بعد ما اظلمت بانواع البدعات وانت تعلم ان ارض دمشق کانت منبع فتن المتنصرین"

(روحانی خزائن جلد ۷ ص۲۲۵)

یعنی منارہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور آپ کی تعلیمات سے ارض دمشق کا مختلف قسم کے ظلمت و بدعات کے بعد منور ہونا مراد ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ارض دمشق آج کل عیسائیوں کے پیدا کردہ مختلف قسم کے فتنوں کا مرکز اور منبع ہو چکا ہے۔

قبل اس کے کہ مذکورہ حدیث کے متعلق مختصر طور پر تجزیہ کرتے ہوئے اس کی حقیقت کی طرف روشنی ڈالی جائے ضمناً ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ظاہری طور پر بھی یہ حدیث پوری ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ثانی ۱۹۲۴ء میں سفر یورپ کے دوران دمشق میں وارد ہوئے۔ آپ وہاں کے سفید منار کے مشرقی طرف بذریعہ طیارہ اُترے۔ طیارے سے زمین پر اُترنے کے لئے باقاعدہ سیڑھی لائی گئی اور اس کے ذریعہ نیچے اُترے۔ اِس طرح حدیث نبوی اپنی ظاہری شکل میں بھی پوری ہو گئی۔ جیسا کہ بتایا گیا تھا کہ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق۔

نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جائے نزول قادیان دمشق کے عین مشرقی جانب واقع ہے' جو درج ذیل نقشہ سے عیاں ہے۔

شمال
پاکستان
قادیان
مشرق
ہندوستان
مغرب
جنوب
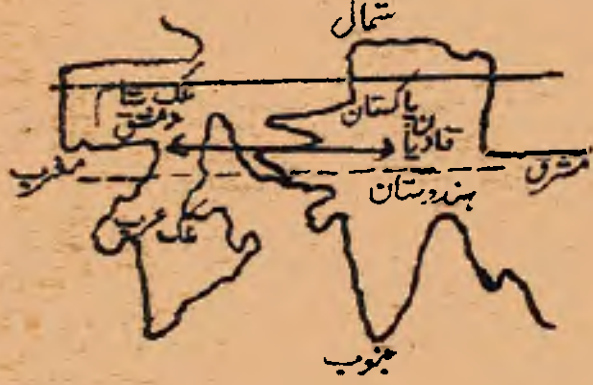
اب ہم مذکورہ حدیث کے باطنی اور پُر حکمت معنے کی طرف غور کریں گے۔ یہاں منارۃ البیضاء سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزول کا وقت مراد ہے یعنی آپ ایسے زمانہ کے قریب مبعوث ہوں گے جبکہ تمام دنیا کے لوگوں میں میل ملاپ کے ذرائع ہوں گے اور جس طرح مینار پر کھڑا ہوا شخص سب کو دکھائی دیتا ہے اور وہ خود بھی سب کو دیکھ سکتا ہے اور اس کی آواز بھی دور دور تک سُنی جا سکتی ہے۔ اسی طرح آنے والے مسیح بھی ایسے زمانہ میں آئیں گے جب کہ آپ کی شہرت اور تبلیغ آسانی سے دنیا کے کناروں تک پہنچ جائیگی۔

اسی طرح شرقی سے مسیح کا جائے نزول بلاد مشرق میں ہونا مراد ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بائبل بھی کہتی ہے کہ آنے والے مسیح مشرق کی طرف نزول فرمائیں گے۔

چنانچہ بائبل کی یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۱ کی پہلی آیت میں یوں درج ہے:-

"اے جزیرو۔ میرے حضور خاموش رہو۔ اور اُمتیں از سرِ نو زور حاصل

کریں وہ نزدیک آ کر عرض کریں۔ آؤ ہم مل کر عدالت کے لئے نزدیک ہوں کس نے مشرق سے اس کو برپا کیا۔ جس کو وہ صداقت سے اپنے قدموں میں بلاتا ہے۔"

(یسعیاہ ۴۱: ۱۲)

اس میں بلاد مشرق میں ظہور پذیر ہونے والے ایک حَکم و عدل کے بارے میں جو تمام اُمتوں کو از سرِ نو زندہ کرینگے خبر دی گئی ہے۔۔

لفظ دمشق کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ نے مسیح کے اُترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا ہے تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصل مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ دمشق پایۂ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے ظالمانہ احکام نازل ہوئے وہ دمشق ہی ہے۔۔۔۔۔ سو خدا تعالےٰ نے اس دمشق کو جس سے ایسے پُر ظلم احکام نکلتے تھے اور جس سے ایسے سنگ دل اور سیاہ دروں لوگ پیدا ہوگئے تھے۔ اس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل و اطمینان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مقام بناتا رہا ہے۔"

(ازالہ اوہام صـ۶۳ تا ۶۵)

یَنزِل سے نزول کرنے والا نزیل مراد ہے۔ نزیل مسافر کو کہتے ہیں اور لفظ مسیح یعنی سیاحت کرنے والا بھی اسی لفظ نزیل سے مشابہ لفظ ہے۔

گویا کہ ان معنوں کی رو سے مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں جب کہ آمد و رفت کے ذرائع بہت سہل اور آسان ہوں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بلادِ مشرق میں ایک ایسے مقام پر نزول فرمائیں گے جہاں کے لوگ یزید خصلت کے حامل ہوں گے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حدیث کی منشاء کو ظاہری طور پر پورا کرنے کے لئے قادیان کی (جو دمشق کے عین مشرق میں واقع ہے۔) مسجد اقصیٰ میں ایک سفید منارہ کی تعمیر کا اہتمام فرمایا اور اس کی بنیادی اینٹ آپؑ کے مقدس ہاتھوں سے مورخہ ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء بروز جمعۃ المبارک نصب فرمائی۔ لیکن بعض ناگزیر حالات و وجوہات کے پیش نظر اس منارہ کی تکمیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں نہیں ہو سکی۔ ایک دن کسی شخص نے حضور پُر نور علیہ السلام کی خدمت میں اس منارہ کی تکمیل کے بارے میں جب دریافت کیا تو حضور اقدسؑ نے فرمایا "اگر سارے کام ہم ہی ختم کر جاویں تو پیچھے آنے والوں کے لئے ثواب کہاں سے ہوگا۔"

چنانچہ خدا تعالیٰ بھی قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (رعد آیۃ ۴۱)

یعنی (اے نبی) بعض کام ہم تجھے اپنی زندگی ہی میں پورے ہوتے ہوئے دکھائیں گے۔ جن کا ہم نے وعدہ کیا تھا اور بعض کام ہم تیری وفات کے بعد پورا کریں گے تیرا کام صرف پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ حساب لینا ہے۔

چنانچہ جس طرح حضرت رسول کریم صلعم کی بعض پیشگوئیاں آپؐ کے خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں پوری ہوئیں اسی طرح دیگر پیشگوئیوں کی طرح یہ عظیم کام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفۂ ثانی حضرت فضل عمرؓ کے عہد خلافت میں پورا ہوا۔ خلافت ثانیہ کے پہلے ہی سال ۲۷ نومبر ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے نا تمام عمارت پر اینٹ رکھ کر تعمیر کا کام دوبارہ شروع کروایا اور ۱۶ فروری ۱۹۱۶ء کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

اس طرح حضرت رسول کریم صلعم کی مذکورہ حدیث ظاہری طور پر بھی اپنی پوری شان سے پوری ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعمیر منارہ کے متعلق اپنی جماعت کو تحریک کرتے ہوئے اس بلند و بالا منارہ کے تین عظیم الشان اور پُر حکمت مقاصد بیان فرمائے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اوّل یہ کہ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پنج وقت بانگِ نماز دیا کرے۔ اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو اور تا مختصر لفظوں میں پنجوقت ہماری طرف سے انسانوں کو یہ ندا کی جائے کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہیئے صرف وہی خدا ہے جس کی طرف اس کا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم راہنمائی کرتا ہے اس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں اور کوئی خدا ہے۔

دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے ۔۔۔۔۔۔۔ یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے دُور دُور جائے گی۔

تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصہ پر ایک بڑا گھنٹہ نصب کر دیا جائیگا تا انسان اپنے وقت کو پہچانیں اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔

یہ تینوں کام جو اس منارہ کے ذریعہ سے جاری ہوں گے ان کے اندر تین حقیقتیں ہیں اوّل یہ کہ بانگ جو پانچ وقت اونچی آواز سے لوگوں کو پہنچائی جائے گی اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ اب واقعی طور پر وقت آگیا ہے کہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ کی آواز ہر ایک کان تک پہنچے یعنی اب وقت خود بولتا ہے کہ اس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف پاک رسول محمد صلعم نے رہنمائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں۔ کیوں باطل ہیں اس لئے کہ ان کے ماننے والے کوئی برکت ان سے پا نہیں سکتے۔ کوئی نشان دکھا نہیں سکتے۔

دوسرے وہ لالٹین جو اس منارہ کی دیوار میں نصب کی جائے گی اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا ہے۔ اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں۔ اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار پر نصب کرایا جائیگا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں۔ یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے۔ اور لڑائیوں کا خاتمہ کیا گیا۔ جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح موعود آئیگا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائیگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعودؑ کی نسبت لکھا گیا ہے کہ وہ منارہ بیضاء کے پاس نازل ہوگا۔ اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اس وقت بباعث دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہنچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگیا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور اگن بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دنیا کو ایک شہر کی مانند کر دیا۔ غرض مسیح کے زمانہ کے لئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلیگی اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسر نہیں آئیں۔"

(خطبہ الہامیہ صـ۱۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس مشہور الہامی خطبہ میں تعمیر منارہ کے تین عظیم الشان مقاصد بیان فرمائے ہیں:۔

۱۔ اکناف عالم میں توحید باری تعالیٰ اور دین حق کی آواز پہنچا کر تمام لوگوں کو حضرت رسول کریم صلعم کے جھنڈے تلے جمع کرنا۔

۲۔ ظلمت کدہ میں بھٹکے ہوئے انسان کو روحانی روشنی کے ذریعہ منور کرنا۔

(آگے صـ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

ع اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق کی عظیم الشان پیشگوئی کے پس منظر میں -!!

از محمد انعام غوری، قادیان

مختلف اہل مذاہب کے اپنے اپنے نظریات ہیں، کچھ مقدس مقامات کچھ مقدس چیزیں ہوتی ہیں جو ان کے مذہب کے بانی اور پیشوا سے متعلق ہوتی ہیں۔ روحانی طور پر ایسے مقدس جگہوں اور چیزوں کے ساتھ عقیدتمندوں کا ایک والہانہ تعلق ہوتا ہے۔ ان کو وہ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ان کی حرمت کا پاس رکھتے ہیں اور ان کی اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔ ۔ ۔ لیکن بہت کم ایسے مقامات پائے جاتے ہیں، جن کی نسبت ان کے بانیان یا پیشوایان نے قبل از وقت ان کی شہرت و عظمت اور ترقی و عظمت کے بارہ میں پیشگوئی کر رکھی ہو۔ —

جس مقدس مقام کا آج ہم ذکر کر رہے ہیں یعنی "قادیان دارالامان" جس کو مقدس زبان میں "کدعہ" کے نام سے یاد کیا گیا ہے، یہ جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز ہے۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اسی مقدس بستی میں آج سے قریباً ۱۴۲ سال قبل پیدا ہوئے، یہی آپ کا مولد اور مسکن اور مدفن ہے۔ اسی مقدس مقام کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے منتخب فرمایا اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروزِ کامل بنا کر اصلاح خلق کے لئے مامور اور مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آج سے قریباً ۸۵ سال قبل آپ نے اسی مقدس بستی سے مسیح موعود و مہدی معہود اور کرشن ثانی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اس وقت یہ مقام ایک قصبہ ایک کور دیہہ تھا جس کی آبادی بمشکل دو ہزار تھی جس تک پہنچنے کیلئے نہ پختہ سڑک تھی نہ ریلوے لائن۔ ایسے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بشارت دی تھی کہ :-

"یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق
وَیَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق"
(تذکرہ صفحہ ۵۰)

اور جس زمانہ میں یہ عظیم الشان بشارت آپ کو دی گئی، اس زمانہ میں خود آپ کی گمنامی کا جو عالم تھا وہ آپ کے اپنے بیان سے واضح ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ وعدے تو براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ میں کئے گئے تھے۔ جبکہ قوم کے سامنے ان کا ذکر کرنا بھی ہنسی کے لائق تھا اور میری حیثیت کا اس قدر بھی وزن نہ تھا جیسا کہ رائی کے دانہ کا وزن ہوتا ہے ....

میں تو براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت ایسا گمنام شخص تھا کہ امرتسر میں ایک پادری کے مطبع میں جس کا نام رجب علی تھا میری کتاب براہین احمدیہ چھپتی تھی اور میں اس کے پروف دیکھنے کے لئے اور کتاب چھپوانے کیلئے اکیلا امرتسر جاتا اور اکیلا واپس آتا تھا اور کوئی مجھے آتے جاتے نہ پوچھتا کہ تو کون ہے۔ اور نہ مجھ سے کسی کو تعارف تھا اور نہ میں کوئی حیثیت قابلِ تعظیم رکھتا تھا۔"
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۲)

ایسی گمنامی اور بے سروسامانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی کہ "خدا کی مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہیں لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہری ہو جائیں گی اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گی۔"

اس پیشگوئی کی اشاعت کے سترہ برس بعد اپنی کتاب "سراج منیر" میں اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"سبحان اللہ! یہ کس شان کی پیشگوئی ہے۔ اور آج سے سترہ برس پہلے اس وقت بتلائی گئی کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے اور وہ بھی کبھی کبھی۔ اس سے کیسا علمِ غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۶۳)

اسی طرح آپ اپنے منظوم کلام میں بھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

لیکن یہ پیشگوئی صرف آپ کی ذات تک ہی محدود نہ تھی بلکہ یہ پیشگوئی اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کوئی متنفس اس زمین پر آباد ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد خلافتِ اولیٰ و خلافتِ ثانیہ کے عہدِ مبارک میں بھی ہزارہا انسان اس مقدس مقام کی زیارت کے شوق میں دور دراز کے علاقوں سے کھنچے چلے آئے۔ پہلے سینکڑوں لوگوں کے دلوں میں قادیان کی محبت و عظمت تھی تو پھر ہزاروں کے دلوں میں قائم ہوئی۔ پھر لاکھوں کے دلوں میں بس گئی اور آج ایک کروڑ سے زائد نفوس کے دلوں میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے اس مقدس مرکز سے محبت و عقیدت کے جذبات موجزن ہیں۔ آج دنیا کے کونے کونے اور ہر برِّاعظم کے ہر ملک اور جزائر میں بھی قادیان کے ساتھ روحانی تعلق رکھنے والے موجود ہیں۔ ان کے دلوں میں ان شعائر اللہ کی قدر و منزلت ہے وہ ان کی زیارت کے شوق میں تڑپتے رہتے ہیں اور کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح ان مقدس مقامات، ان مقدس گلیوں میں جہاں ان کے آقا کے قدم پڑے تھے، پہنچ جائیں اور انکی زیارت سے اپنے دلوں اور آنکھوں کو ٹھنڈا کریں ——— اپنوں کے تو عقیدتمندانہ جذبات ہوتے ہی ہیں لیکن غیروں میں سے بھی ہر مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والے افراد نہایت کثرت کے ساتھ مختلف مقامات اور ممالک سے قادیان کی زیارت کے لئے تشریف لاتے رہے ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد اگرچہ خلیفہ کا بابرکت وجود جو شمع روشن کی حیثیت رکھتا ہے، دوسرے مرکز میں منتقل ہوگیا۔ اس کے باوجود گزشتہ تیس سالہ تاریخ گواہ ہے کہ قادیان کے ان مقدس مقامات اور شعائر اللہ کی زیارت کیلئے ہندوستان اور بیرونِ ہند سے ہزارہا انسان آئے۔ عقیدتمندوں کے علاوہ وزرائے اعلیٰ اور گورنرز جیسے سیاسی لیڈر بھی یہاں تشریف لائے اور مذہبی تنظیموں کے نمائندے بھی۔ نامور صحافی بھی تشریف لائے اور بین المذاہبی تحقیق کے نمائندے بھی۔ فوجی جرنیل بھی تشریف لائے اور سول حکام بھی۔ قادیان میں ان کی تشریف آوری پر استقبالیہ جلسے منعقد کئے جاتے رہے اور ایڈریس پیش کئے گئے جن میں خصوصیت کے ساتھ یہ ذکر کیا جاتا رہا کہ آپ کی آمد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے کیونکہ ان کی آمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بشارت کے مطابق تھی جو آج سے ۸۰ سال قبل اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی تھی۔ اور پھر ان کی خدمت میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کے تحفے پیش کئے جاتے رہے۔ اس وقت ایسے تمام احباب کی فہرست موجب تطویل ہے۔ مثال کے طور پر صرف چند ایک واقعات اور آراء کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے :-

۱۔ شری بلدیو متر صاحب ایڈیٹر "راہی" دہلی، ۱۹۵۵ء میں قادیان تشریف لائے اور مندرجہ ذیل الفاظ اپنے قیمتی تاثرات قلمبند فرمائے :-

"دنیا کے جہان میں کچھ شخصیتیں ایسی اترتی ہیں جو ہمیشہ ہمیش کیلئے اپنے نقش عوام کی راہنمائی کے لئے چھوڑ جاتی ہیں۔ چنانچہ قادیان بھی ایسی ہی ایک شخصیت کا نقش ہے جس سے لوگ ایسا درس حاصل کر سکتے ہیں جو انہیں حقیقی منزل کی طرف لے جا سکے جہاں محبت، اخوت و رواداری ہے۔ کاش میرے ملک کے لوگ اس منارہ سے جو آسمان کی بلندیوں تک پہنچ کر ان کو سچی روشنی عطا کرتا ہے وہ روشنی حاصل کرتے جس سے ان کی دلی کدورتیں مٹ جائیں اور وہ باہم مل جل کر زندگی بسر کرنا سیکھیں۔ خیر۔ میرا یقین ہے کہ قادیان میں تعمیر شدہ منارہ صلح و آشتی کا پیغام دیتا رہے گا۔"
(بدر مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۵۵ء)

۲۔ ۱۹۵۹ء میں اچاریہ ونوبا بھاوے قادیان تشریف لائے۔ اس موقع پر جماعت نے ان کی خدمت میں اسلام کا لٹریچر پیش کیا اور تبلیغ حق کا فرض ادا کیا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مرحوم نے نہایت خوبصورت انداز میں جماعت احمدیہ کی اس خصوصیت کا برملا اعتراف کرتے ہوئے لکھا :-

"خبر پڑھ کر، ان سطور کے راقم پر تو جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اچاریہ جی نے دورہ اودھ کا بھی کیا بلکہ خاص قصبہ دریاباد میں قیام کرتے ہوئے گئے لیکن اپنے کو اس قسم کا کوئی تبلیغی تحفہ پیش کرنے کی توفیق نہ ہوئی نہ کسی ہم مسلک ندوی، دیوبندی، اسلامی جماعتوں میں سے۔ آخر یہ سوچنے

کی بات ہے یا نہیں کہ جب بھی کوئی موقع اس قسم کی تبلیغی خدمت کا پیش آتا ہے یہی خارج از اسلام جماعت سبقت لے جاتی ہے اور ہم سب دیندار منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔"

(صدقِ جدید ۱۲ جون ۱۹۵۹ء)

۳۔ اکتوبر ۱۹۷۲ء میں امریکن پروفیسر جناب ڈاکٹر سپنسر لیون Spenser Lewon - جو ایشیائی مذاہب کے بارہ میں تحقیق کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے قادیان تشریف لائے اور اسلام و احمدیت کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کیں اور جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی ترقی اور حیرت انگیز کارکردگی کا اعتراف کیا۔ جماعت کے سرکردہ احباب نے جب پروفیسر صاحب موصوف سے ذکر کیا کہ آپ کی امریکہ سے آمد سے حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے جس میں بشارت دی گئی ہے کہ "لوگ دور دور سے تیری طرف آئیں گے" تو موصوف نے مسکراتے ہوئے اس عظیم القدر الہام کے بارہ میں نہ صرف اسی وقت خود واقف و آگاہ ہونے کی تصدیق کی۔ بلکہ اس کے بعد موصوف نے جو کتاب لکھی اس میں احمدیہ جماعت اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے بارہ میں نہایت درجہ ٹھوس معلومات درج کیں۔

دفتر زائرین

ان خواص الناس کے علاوہ عوام الناس کی قادیان میں آمد کا تو ایک تانتا بندھا رہتا ہے۔ جس کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے ایک مستقل دفتر "دفتر زائرین" کے نام سے کھول رکھا ہے۔ جس میں سلسلہ کی تاریخ کو یاد رکھنے والے تجربہ کار معمر احباب آنے والے مہمانوں کو اسلام و احمدیت کا تعارف کراتے اور مقدس مقامات۔ مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، منارۃ المسیح اور بہشتی مقبرہ وغیرہ کی زیارت کرواتے اور ان مقامات کی قدر و منزلت اور برکت و عظمت کے متعلق معلومات بہم پہنچاتے اور اسلام و احمدیت کا، اُن کی اپنی زبان میں لٹریچر مہیا کرتے ہیں روزانہ بیسیوں افراد اس طرح ان مقامات کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ حتیٰ کہ جمعہ کے دن چھٹی کی وجہ سے دفتر بند رکھا جاتا ہے لیکن اس دن بھی اس دفتر کے کارکنوں کو بعض دور دراز کے مقامات سے آئے ہوئے اصحاب کے اصرار پر اُن کی خواہش کا احترام کرنا پڑتا ہے غیر مسلم دوست اس دفتر میں آتے ہیں ان کے نام بھی دفتر میں درج کئے جاتے ہیں چنانچہ نومبر ۱۹۶۸ء سے اکتوبر ۱۹۷۷ء تک جو افراد زیارت کے لئے آئے ان کی تعداد ۲,۷۱,۶۹۵ ہے۔

اس کے علاوہ ہزاروں افراد وہ بھی ہیں جو براہِ راست سلسلہ کے معززین سے ملنے کے لئے آتے ہیں اور اُن کے اسماء دفتر زائرین میں نہیں لکھے جاتے۔

جلسہ سالانہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کے افراد میں روحانیت کے دائمی بقاء کے لئے جہاں کئی اور پروگرام تجویز فرمائے ان میں سے ایک جلسہ سالانہ کا پروگرام بھی ہے جو سال میں ایک مرتبہ مرکز میں منعقد ہوتا ہے۔ اس کے لئے حضور علیہ السلام نے ساری جماعت کو یہ تلقین فرمائی ہے کہ وہ جلسہ سالانہ کی مقررہ تاریخوں میں مرکز میں جمع ہوں اور وہاں کے روحانی ماحول اور پاکیزہ صحبتوں سے مستفیض ہوں اور وہاں کی جانے والی تقاریر اور درس و تدریس سے اپنے دل و دماغ کو معطر کرکے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام جلسہ سالانہ کی اہمیت کے بارہ میں فرماتے ہیں :-

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

چنانچہ احباب جماعت اپنے تمام تر دنیاوی علائق سے منقطع ہوکر اس للّٰہی جلسہ میں شمولیت اور مرکز کی زیارت اور اس کے روحانی ماحول سے فیضیاب ہونے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑتے ہیں۔ اس جلسہ میں نہ صرف ہندوستان بلکہ اکناف عالم سے کثیر تعداد میں احباب جماعت اور غیر از جماعت دوست بھی تشریف لاتے ہیں۔ پہلے جلسہ سالانہ کی حاضری صرف ۷۵ نفوس پر مشتمل تھی جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۷۶ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں سوا لاکھ سے زائد حاضری تھی ——— اب جبکہ تین سال قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیرونی ممالک کی جماعتوں کو باقاعدہ اپنے نمائندہ وفود بھجوانے کی تحریک فرمائی ہے۔ یورپ، امریکہ و افریقہ وغیرہ ممالک اور جزائر کے سینکڑوں افراد مرکز سلسلہ میں جلسہ سالانہ کے موقع پر تشریف لارہے ہیں۔ اور نہ صرف ربوہ میں بلکہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے بعد جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کے مقدس مقامات اور شعائر اللہ کی زیارت کے شوق میں مرد، عورتیں۔ جوان، بوڑھے اور بچے قادیان بھی تشریف لارہے ہیں۔

چنانچہ یکم جنوری ۱۹۷۲ء کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق چیف جسٹس انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس (ہیگ) مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے انگلستان سے قادیان تشریف لائے جبکہ آپ کے ہمراہ سٹینسلاس اکوئرن — Stanislas (Aquarone) — انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے رجسٹرار بھی تھے۔ اسی طرح آپ کے ساتھ ہی ربوہ سے افریقہ کے دو چیفس الحاج جناب عبدالعزیز صاحب اور الحاج جناب عبدالوحید صاحب آف نائیجیریا اور چیف گامانگا آف سیرالیون تشریف لائے اور چند روز بعد انڈونیشیا اور انگلستان و افریقہ وغیرہ سے پندرہ بیس افراد زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے۔

پھر ۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے بعد ۸ غیر ملکی مہمانوں کا قافلہ مکرم ظفر احمد صاحب آف امریکہ کی قیادت میں قادیان وارد ہوا۔ اسی طرح ۱۹۷۵ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے بعد یکم جنوری ۱۹۷۶ء کو یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ انڈونیشیا وغیرہ ممالک کے ۸۷ افراد کا قافلہ قادیان دارالامان پہنچا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق دور دراز کے علاقوں سے آئے ہوئے ان معزز مہمانوں کے استقبال میں جلسہ منعقد کیا گیا اور ایڈریس پیش کیا گیا تو جواب میں مختلف ممالک کے وفود کے نمائندوں نے جن دلی جذبات و احساسات کا اظہار کیا۔ اُن میں سے صرف تین اقتباس پیش کئے جاتے ہیں :-

۱۔ مکرم عبدالرحیم صاحب ظفر آف U.S.A نے اپنی انگریزی تقریر میں فرمایا کہ :-

"آج سے ۸۰ سال پہلے جو آواز اس مقدس بستی سے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی طرف سے بلند ہوئی، خدا تعالیٰ نے اس میں کس طریق پر حیرت انگیز رنگ میں برکت دی ہے کہ آج ہم لوگ ہزاروں ہزار میل دور سے حلقہ بگوش احمدیت ہوکر اس مقدس اور بابرکت جگہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔"

۲۔ سیرالیون کے وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے مکرم الحاج بونگے صاحب نے اپنی ولولہ انگیز تقریر میں فرمایا کہ :-

"۸۰ سال قبل جو فرزند رسولؐ کی آواز اس بستی سے بلند ہوئی تھی، آج نئی اور پرانی دنیا میں بڑی کامیابی کے ساتھ پھیلتی جارہی ہے۔ اگر میرے امریکی بھائی نئی دنیا کے باشندے ہیں تو ہم افریقہ کے باشندے پرانی دنیا سے تعلق رکھنے والے آج اس جگہ جمع ہیں۔ جس سے حضورؑ کی وہ پیشگوئی بڑی صفائی کیساتھ پوری ہوئی جو یاتون من کل فج عمیق کے الہام الٰہی میں بیان کی گئی ہے۔"

۳۔ نائیجیریا کے وفد کے نمائندہ مکرم الحاج عبدالعزیز صاحب نے دوران خطاب ربوہ اور قادیان کے دینی ماحول کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"آج روئے زمین پر اسلام کا عملی نمونہ اگر کسی جگہ واضح طور پر نظر آتا ہے تو صرف اور صرف انہی دو مقدس مقامات پر۔ اس لئے ہم سب کو جو باہر سے آئے ہوئے ہیں، یہاں کی محبت اور الفت نے اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ اور اس کی حسین یادیں ہمارے دلوں میں ہمیشہ قائم رہیں گی۔"

(بدر ۸ جنوری ۱۹۷۶ء)

اس قافلے کی واپسی کے معاً بعد جرمن سے ایک نومسلم بھائی مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش، قادیان تشریف لائے۔ جو ۱۹۷۰ء میں احمدیت قبول کرکے اسلام میں داخل ہوئے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی قوت احیاء کے طفیل روحانیت کے میدان میں بہتوں سے آگے نکل گئے۔ موصوف نے قادیان میں استقبالیہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ پہلی مرتبہ ۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں میں نے شرکت کی۔ پھر ۱۹۷۵ء کے جلسہ سالانہ سے چند روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ روحانی طور پر میں عیسائیوں سے لڑ رہا ہوں اور بالآخر میں نے صلیب کو توڑ دیا ہے اس کے بعد ایک جھنڈا دیکھا جس پر دوسرا جلسہ سالانہ لکھا تھا۔ چنانچہ نامساعد حالات میں بھی مجھے ۱۹۷۵ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق ملی۔

قادیان میں اپنی آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

قادیان آنے سے قبل میں۔ نے خواب میں

(آگے صفحہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

اخبار بدر کی قدر و منزلت قارئین کرام کی نگاہ میں !!

گاہے گاہے بہت سے ایسے خطوط ہمیں موصول ہوتے رہتے ہیں جن میں قارئین کرام اخبار بدر کے تئیں اپنی دلچسپی، اس کے معیار اور اس کے مندرجات سے استفادہ وغیرہ امور کے متعلق اظہار خیال فرماتے ہیں۔ ایسی آراء و نیک خواہشات جہاں ہمارے لئے حوصلہ افزا ثابت ہوتی ہیں وہاں دیگر احباب پر اخبار بدر کی اہمیت و افادیت کو اجاگر کر رہی ہوتی ہیں ——— ذیل میں نمونے کے طور پر چند قارئین کرام کے ذاتی تاثرات درج کئے جا رہے ہیں فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء ——— (ایڈیٹر بدر)

(۱)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

حضرت چوہدری صاحب زاد مجدہٗ نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان کے نام لندن سے اپنے ایک گرامی نامہ محررہ ۲۲-۳-۷۷ میں بدر کے متعلق رقم فرمایا:-

"بدر اس نازک مرحلے پر بڑی قابل قدر خدمت کر رہا ہے۔ خاکسار اوّل سے آخر تک بڑے شوق اور توجہ سے پڑھتا ہے اور دل سے دُعا نکلتی ہے۔ یوں بھی مضامین کا درجہ بہت بلند ہے۔ الحمد للہ!"

(۲)

محترم جناب بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن

محترم امام صاحب مسجد فضل لندن جناب بشیر احمد صاحب رفیق نے اپنے مکتوب محررہ ۷۷ء کے آخر میں تحریر فرمایا:-

"اخبار بدر مل رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا معیار بہت اونچا ہے۔ ایک ایک لفظ پڑھتا ہوں اور لطف اُٹھاتا ہوں۔"

(۳)

محترم میجر ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب مرحوم

محترم میجر ڈاکٹر شاہنواز خان صاحب مرحوم ۱۹۷۴ء میں انگلستان میں رہائش رکھتے تھے۔ اسی جگہ سے ماہ ستمبر ۱۹۷۴ء میں آپ نے اپنی ایک چھٹی بنام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (آپ اس وقت ناظر دعوۃ و تبلیغ تھے) میں بدر کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:-

"بدر بہت مفید کام کر رہا ہے .... حفیظ بقاپوری صاحب کو اللہ جزاء دے۔"

(از چٹھی آمد تبلیغ زیر نمبر ۴۴۲۳ — ۵-۱۰-۷۴)

(۴)

محترمہ رشیدہ شیخ صاحبہ از شہر نگھم (برطانیہ)

محترمہ رشیدہ شیخ صاحبہ ایم اے کی تعلیم حاصل کرنے ایک سال کے لئے لندن آئیں۔ قادیان اور احمدیت سے دلی عقیدت کے سبب عزیزہ موصوفہ نے بہت جلد قادیان سے اپنے نام اس عرصہ کے لئے اخبار بدر جاری کئے جانے کیلئے لکھا جس کی تعمیل کی گئی۔ عزیزہ محترمہ نے بدر کے بعض پرچے موصول ہونے پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کیا:-

"بدر میں مضامین نہایت پُر از معلومات ہوتے ہیں۔ خصوصاً ایڈیٹوریل کا انداز تحریر تو بہت ہی مؤثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ "بدر" اور اس کی سرپرستی کرنے والوں کو ہمت و توفیق دیتا رہے۔ تاکہ بدر کی شہرت بلند سے بلند تر ہو۔" (مکتوب ۱۱-۲-۷۷)

اکتوبر ۱۹۷۷ء میں جب عزیزہ محترمہ نے اپنی تعلیم مکمل کر لی۔ رزلٹ آ گیا اور بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہو گئیں تو وطن واپس روانہ ہونے سے قبل اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا:-

"بدر مجھے باقاعدگی سے ملتا رہا۔ آپ کی خصوصی توجہ کا شکریہ کہ قارئین کو عین وقت پر روحانی غذا ملتی رہی۔ مجھے تو اتنا اشتیاق ہوتا تھا کہ اس کو پڑھنے کے بعد ہی کالج جاتی تھی یا پھر اپنے ساتھ ہی لے جاتی تھی جب تک تمام خبریں نہ پڑھ لیتی چین نہیں آتا تھا۔ اگرچہ بعض ایسی خبریں بھی تھیں جیسے حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی رحلت، اور حضرت مولانا ابو العطاء صاحب رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات سے جماعت کا محروم ہو جانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر اس کے مضامین جن کا معیار ہمیشہ ہی بلند رہا اور اعلیٰ درجہ کے علمی تحقیقات سے مزین ہوتے تھے۔ دل و دماغ میں نقش ہوتے رہے۔ انہی مضامین کی بدولت اس ملک میں اپنا ماحول میسر رہا۔ وطن سے دُوری کا احساس مدھم ہوتا رہا۔ میری دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدر کے لئے کام کرنے والوں کو ہمیشہ اپنے فضلوں اور انعاموں سے نوازتا رہے۔"

(مکتوب ۱۷-۹-۷۷ از لندن)

(۵)

محترم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب مبلغ امریکہ

محترم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب مبلغ امریکہ جو اس وقت ڈیٹن (امریکہ) میں اسلام و احمدیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں جبکہ محترم موصوف اس سے پہلے سالہا سال تک ربوہ تعلیم الاسلام اسکول کے ہیڈ ماسٹر رہے، اپنے مکتوب محررہ ۵-۷۷ میں اخبار بدر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

"ہمارے مرکزی اخبار بھی کیا نعمت ہیں! ان سے ہر مخلص احمدی کے کوائف اور حالات کا علم ہوتا رہتا ہے۔ ہم کسی ملک میں ہوں۔ الفضل اور بدر کے ذریعہ ہر ملک کے باسیوں کے متعلق خبریں مل جاتی ہیں۔ ہماری بین الاقوامی تحریک کے آرگن اس لحاظ سے نعمت غیر مترقبہ ہیں ....

ماشاء اللہ ہمارا بدر، علمی لحاظ سے نہایت ہی عمدہ اور مخصوص معلومات بہم پہنچا رہا ہے۔ اس میں چھپنے والی مبلغین کی رپورٹیں نہایت مؤثر اور متنوع ہوتی ہیں۔ کوائف کے علاوہ ان میں اختلافی مسائل کو جس طرح پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ بذات خود ایک علمی خزانہ بن جاتا ہے۔ اخبار کے ایڈیٹوریل نوٹ ماشاء اللہ زبان اور مواد کے اعتبار سے نہایت معلوم افزا اور عالمانہ ہوتے ہیں۔ اور یہ علم خشک اور دقیق نہیں۔ ملک اور ماحول کے لحاظ سے مدلل اور مؤثر ہوتا ہے۔ بالغ اور ہر دلعزیز بھی۔ الحمد للہ! اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

میرا خیال ہے ہندوستان کے احمدی اور علمی طبقہ کو یقیناً بدر کی اہمیت کا پُورا پُورا احساس ہوگا۔ اور اگر نہیں تو ضرور ہونا چاہیئے۔ بدر کی خریداری سے ہر احمدی اس تبلیغی اور تعلیمی اور علمی جہاد میں شامل ہو سکتا ہے جس کا بدر علمبردار ہے۔"

(۶)

محترم قاضی اکبر محمود صاحب۔ کینیڈا

محترم قاضی اکبر محمود صاحب آف کینیڈا اپنے مکتوب بنام مکرم مختار احمد صاحب ہاشمی درویش، میں تحریر فرماتے ہیں:-

"…… آپ کا ارسال کردہ اخبار بدر کا پرچہ بھی مل گیا۔ یہاں بہت سے دوستوں نے بدر کا پرچہ پڑھا اور سب کی رائے یہ تھی کہ آجکل اخبار بدر کا معیار بہت بہتر ہے۔ اس میں زیادہ علمی مضامین کے علاوہ اس کی کتابت، کاغذ اور چھپائی کا معیار بھی بہت اچھا ہے۔"

(مکتوب محررہ ۵/۷۷ ۱۶)

(۷)

محترم عبدالغفور صاحب بی اے۔ کرناٹک

ہمارے نو احمدی دوست محترم عبدالغفور صاحب بی اے جنہوں نے اخبار بدر کے مطالعہ ہی سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت و حقانیت معلوم کی، ایڈیٹر بدر کے نام اپنے مکتوب محررہ ۷۷/۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں:-

" چونکہ میں ایک نو احمدی ہوں لہذا میں ہفتہ وار بدر کے مطالعہ میں نہایت درجہ دلچسپی رکھتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس جریدہ اور اس کے ایڈیٹر کی درازیٔ عمر کے لئے ہمیشہ دُعا کرتا رہتا ہوں۔ اس جریدہ نے ہی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو سمجھنے میں میری بڑی مدد کی تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ بدر ہی دراصل عالمگیر مذہب اسلام کا حقیقی خادم اور علمبردار ہے۔ ہزارہا لوگ جو صراط مستقیم کے متلاشی ہیں، وہ بدر کے مطالعہ سے اپنی منزل پر پہنچ سکتے ہیں۔ یہ اخبار جس مستقل مزاجی اور خوشگوار طریق پر اپنا فرض ادا کر رہا ہے اس کے لئے میں آپ اور آپ کے معاونین کی خدمت میں اپنی نیک تمناؤں کا ہدیہ پیش کرتا ہوں ——"

(۸)

جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب۔ لدھیانہ

ہمارے ایک سکھ دوست جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب پرنسپل گریوال کالج لدھیانہ، نے ایڈیٹر بدر کے نام اپنے ایک مکتوب محررہ ۷۷/۶/۱۶ میں اخبار بدر کے متعلق اپنے ذاتی تاثرات اور قابل قدر نیک خواہشات کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

" دل میں مسرت کی لہر نے جب مستی کی شکل اختیار کی تو قلم یہ تحریر کرنے سے رُک نہ سکی کہ آپ کا اخبار بدر احمدیہ تحریک کی منزل مقصود کی طرف کس قدر تیزی سے گامزن ہے۔ صد آفریں! ایسی ہمت اور دلی لگن پر!! دُنیا میں بہت مذاہب ہیں۔ بہت اشاعت ہے اُن کے اخبارات و میگزینوں کی۔ کتابیں اور لٹریچر بہت ہے۔ سب اپنی اپنی جگہ اپنی دُنیا کی خدمت کر رہے ہیں۔ میں بہت سوں کو غور سے دیکھتا ہوں۔ مگر جو خدمت احمدیہ تحریک کی بدر کر رہا ہے، مجھے اسے دیکھ کر رشک آتا ہے۔ خیال اپنا اپنا۔ میرے خیال میں بدر سبقت لے گیا ہے۔ مضامین، مکالمے، عزم، للکار، تعلیمات احمدی، قرآن کی عزت افزائی، اسلام کے لئے تبلیغ اور اسلام کو بلندیوں تک لے جانے کی لگن، قابلِ ستائش ہمت اور ثابت قدمی وغیرہ خوبیاں رشک کا باعث ہیں۔

ایک مذہب کے پھیلنے سے دوسرے مذہب کو حسد اور تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ مگر سب لوگ یکساں نہیں ہوتے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ اُس کا مذہب پھیلے۔ مگر صرف چاہنے ہی سے کیا ہوتا ہے جب کہ مندرجہ بالا خوبیوں سے لبریز عمل نہ ہو!!

مبارک ہو آپ کی یہ خدمتِ اسلام۔ اور بھی مبارک ہو مشکلات کو استقلال سے عبور کرنا۔ میری دلی خواہش ہے کہ یہ پرچہ اور بھی ترقی کرے اور گورونانک مہاراج کی تعلیم کے مطابق خدا سے ڈوٹے ہوئے لوگوں کو بذریعہ مُرشدِ کامل خدا تک پہنچانے کی افضل ترین خدمت انجام دے۔"

درخواستہائے دُعا

۱۔ مکرم منیر احمد صاحب کھوکھر لندن سے اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کے خسر مکرم نذیر احمد صاحب کھوکھر کا آپریشن ہونے والا ہے آپریشن میں کامیابی اور کامل صحت یابی کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(مرزا وسیم احمد۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان)

منارۃ البیضاء کے شرق میں مسیح موعودؑ کا نزول

(بقیہ صفحہ ۲۵)

۳۔ ہر انسان کو اس کی گزری ہوئی عمر اور اس کے ذریعہ موت کو یاد دلاتے ہوئے اس کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرانا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ یہ تینوں عظیم مقاصد آج بھی جماعت احمدیہ کے ذریعہ نہایت شاندار رنگ میں بتمام وکمال طریق پر پورے ہو رہے ہیں۔

آج اکنافِ عالم میں تبلیغ اسلام، نہایت شاندار رنگ میں اور عظیم الشان کامیابی سے جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہو رہی ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" آج دنیا میں کوئی بھی خطۂ زمین ایسا نہیں جہاں جماعت احمدیہ کے ذریعہ توحیدِ باری تعالیٰ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہ پہنچی ہو۔ آج عیسائیت اور دہریت کے مراکز میں جماعت احمدیہ کے مبلغین و مبشرین کے ذریعہ اللہ اکبر کی آواز نہایت شان و شوکت سے بلند ہو رہی ہے۔ اور یہ تمام آوازیں اُسی منارۃ المسیح کی نیابت میں بلند ہو رہی ہیں جہاں سے ہر پُرآشوب اور پُرخطر زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ کی کبریائی کی یہ نداء گونجتی رہی ہے اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک گونجتی رہے گی۔

اس طرح اس تعمیر منارہ کا پہلا مقصد یعنی غلبۂ اسلام بر ادیانِ باطلہ نہتم بالشان رنگ میں پورا ہو رہا ہے۔

اس منارہ کا دوسرا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف ظلمات میں بھٹکے ہوئے بنی نوع انسان کو رُوحانی روشنی سے رہنمائی عطا کرنا بتایا ہے۔ اور یہ مقصد سورۃ التکویر کی (جس میں آخری زمانہ کی مختلف علامتوں کے بارے میں بہت ساری پیشگوئیاں ہیں) ایک آیت کی تفسیر ہے اور وہ یہ ہے:-

"واللیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس انہ لقول رسول کریم"

یعنی جب آخری زمانہ میں رُوحانی لحاظ سے چاروں طرف تاریکی پھیل جائے گی اور انسان مختلف قسم کی ظلمتوں میں سرگردان پھرے گا تو اُس وقت ایک رُوحانی روشنی نمودار ہوگی اور یہ روشنی، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ظہور ہوگا یعنی خدا تعالیٰ کا نُور مجسّم بن کر ساری دُنیا کو منور کرنے والا امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ؎

میں ہوں وہ نُورِ خدا جس سے ہُوا دن آشکار

اس رُوحانی روشنی کی کرنیں قادیان کی مقدس بستی سے پھوٹ پھوٹ کر ساری دُنیا کو منور کئے جا رہی ہے۔

اس منارہ کے قیام کا تیسرا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ تا انسان اپنے وقت کو پہچانے اور اسے وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔ یہ مقصد ایک لحاظ سے سورۃ العصر کی تشریح و تفسیر ہے جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں مختصر یہ کہ اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ آخری زمانہ کے انسان خسارہ میں مبتلا ہوں گے۔ البتہ وہ لوگ جو مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کامل ایمان اور یقین کے ساتھ موقع اور محل کے مطابق نیک اعمال بجالاتے رہیں گے اور معرفت کے اصول پر قائم رہنے کی آپس میں ایکدوسرے کو تلقین کرتے رہیں گے اور پیش آمدہ مشکلات پر صبر سے کام لینے کی ایکدوسرے کو ہدایت کرتے رہیں گے، اس ہلاکت اور نقصان سے محفوظ رہیں گے۔ وقت کی اس آواز کو پہچاننے کا ایک بہت بڑا ذریعہ اس رُوحانی منارہ پر نصب شدہ پُرآواز وہ گھنٹہ ہے جو انسان کو اُس کی گھٹتی ہوئی عمر کے بارہ میں ہوشیار کرتا رہتا ہے۔

گویا کہ منارۃ المسیح کی تعمیر کے جو مقاصد ہیں وہ اتنے عظیم الشان ہیں کہ اصل میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا نقشہ اپنے اندر لیا ہُوا ہے ——!

غرض کہ آخری زمانہ میں دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے قریب نزول فرمانے والے مسیح موعود کے بارے میں اُوپر جو تشریح کی گئی ہے اسی سے اسلام کی شان، بانیٔ اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے۔ اس کے بالمقابل عامۃ المسلمین میں جو عقیدہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پایا جاتا ہے، ایسا مضحکہ خیز ہے کہ جس سے اسلام کی شان بلند ہونے کی بجائے اس کی سُبکی کا موجب ہے۔

کاش کہ اس حقیقت کو جاننے اور اس منارۃ المسیح کے نیچے پناہ گزین ہونے کی توفیق آج کے مسلمان کو مل جاتی!!

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

۲۔ میرے داماد عزیزم سید مبشر احمد صاحب اور بیٹی عزیزہ عائشہ صدیقہ کوپن ہیگن (ڈنمارک) سے مؤرخہ ۷۷/۱۲/۲۰ کو پاکستان کیلئے روانہ ہو رہے ہیں۔ عزیزان کا یہ سفر بخیریت گزرنے اور بابرکت ہونے کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: محمد عبداللہ درویش قادیان (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

امریکن عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم کا دورہ ہند اور جماعت احمدیہ کی طرف سے روحانی دعوت

از مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

امریکہ کے مشہور عیسائی مناد جناب ڈاکٹر بلی گراہم صاحب کے متعلق نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں یہ اطلاع موصول ہوئی کہ وہ ڈاکٹر اکبر حق صاحب کے ہمراہ ہندوستان کے بعض مشہور شہروں کلکتہ حیدرآباد مدراس اور کوٹایم (کیرالا) کا ۲۹ر نومبر سے ۸ر دسمبر تک تبلیغی دورہ فرمائیں گے۔ ان کی آمد کے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے عیسائی حضرات، مذہبین اور جناب ڈاکٹر بلی گراہم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے انگریزی میں

"A SPIRITUAL INVITATION TO DR. BILLY GRAHAM THE EVANGELIST"

چھ صفحات کا ایک ٹریکٹ مرتب فرمایا جسے مدراس سے پچیس ہزار کی تعداد میں مکرم مولوی [illegible] صاحب مبلغ نے طبع کروایا۔ اسی طرح یہ ٹریکٹ اردو میں "روحانی دعوت" کے نام سے دس ہزار کی تعداد میں فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں طبع کروا دیا گیا (یہ مضمون اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے) اور جن شہروں میں جناب ڈاکٹر بلی گراہم کے پروگرام تھے وہاں کے دار التبلیغوں کو نظارت دعوۃ و تبلیغ سے یہ اردو ٹریکٹ اور عیسائیوں میں تبلیغ کے لئے دیگر لٹریچر کی پیٹیاں بھجوا دی گئیں۔ مدراس سے بھی طبع ہونے والا انگریزی ٹریکٹ کلکتہ۔ حیدرآباد۔ کیرالا کے دار التبلیغوں کو بروقت بھجوا دیا گیا اور اپنے طور پر مدراس کی جماعت نے تامل زبان میں اور کلکتہ کی جماعت نے بنگالی زبان میں بھی اس "روحانی دعوت" کو ہزاروں کی تعداد میں طبع کروایا۔ جماعت حیدرآباد و سکندرآباد نے انگریزی میں ٹریکٹ

"FOUR QUESTIONS TO EVANGLIST DR BILLY GRAHAM"

بھی شائع کروایا۔ اجتماعات کے متعلق جو رپورٹیں نظارت دعوۃ و تبلیغ میں موصول ہوئی ہیں ان کے مطابق جماعت کلکتہ کے مبلغ مولوی سلطان احمد صاحب ظفر اور احباب جماعت اور خدام نے بہت تنظیم سے "روحانی دعوت انگریزی" "روحانی دعوت اردو" "بائیبل کہتی ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے" "روحانی دعوت انگریزی" بنگلہ زبان میں "قبر مسیح" "حضرت مسیح کے بارہ میں جدید انکشافات۔ مسیح کشمیر میں" وغیرہ لٹریچر ہزاروں کی تعداد میں عیسائی حضرات میں تقسیم کیا۔ جماعت احمدیہ کلکتہ کے وفد نے جناب ڈاکٹر بلی گراہم صاحب سے ملاقات کے لئے بہت کوشش کی لیکن منتظمین نے ان سے ملاقات کے لئے وقت نہیں دیا۔ جماعت کلکتہ کے خدام نے چرچوں، مشن ہسپتالوں، مشن سکولوں، مشن بورڈنگ ہاؤسوں میں۔ اینگلو انڈین اور عیسائیوں کی آبادیوں میں عیسائیوں کی کالونیوں، ہوٹلوں میں اور پادریوں کے گھروں میں لٹریچر پہنچایا۔

اسی طرح جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کی رپورٹ موصول ہوئی ہے کہ مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ احمدیہ اور احباب جماعت اور خدام نے بڑے منظم طور پر مذہبین اور عیسائی حضرات تک لٹریچر پہنچانے کا پروگرام مرتب کیا۔ مقامی اردو اور انگریزی اخبارات میں نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی طرف سے شائع کردہ "ڈاکٹر بلی گراہم کو روحانی دعوت" بصورت اشتہارات شائع کیا گیا۔ عیسائیوں کے اس بڑے اجتماع میں شریک ہونے والوں کو ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر پیش کیا جسے تعلیم یافتہ عیسائی طبقہ بڑے شوق سے لیتا رہا۔ اور بہت سے لوگ شکریہ بھی ادا کرتے۔ جماعت احمدیہ حیدرآباد۔ سکندرآباد کے وفد نے اجتماع کے سیکرٹری جناب سام سن رام کرشنا سے درخواست کی تھی کہ جناب ڈاکٹر بلی گراہم صاحب سے ملاقات کے لئے وقت دیا جائے انہوں نے کہا اتوار کو بارہ بجے پارسی ہوٹل میں آ جائیں اگر موقعہ ملا۔ تو ملاقات کرا دی جائے گی جب وقت مقررہ پر جماعت احمدیہ کا وفد اتوار کو پارسی ہوٹل پہنچا۔ تو جناب سام سن رام کرشنا سیکرٹری اجتماع نے فرمایا کہ ڈاکٹر اکبر حق صاحب ابھی باہر گئے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ڈاکٹر بلی گراہم صاحب مباحثہ پر حصہ نہیں لیتے اتنے میں جناب ڈاکٹر اکبر حق صاحب بھی آ گئے اور جناب سام سن رام کرشنا صاحب نے انہیں ہمارے وفد سے ملایا۔ لیکن جناب اکبر حق صاحب نے صرف اتنا کہا کہ آپ میرے والد پادری عبد الحق آف چنڈی گڑھ سے واقف ہی ہوں گے اور پھر بغیر مزید گفتگو کے اندر ہال میں جا کر میٹنگ میں بیٹھ گئے وہاں موجود ایک پادری جناب ڈاکٹر گریسٹ نے ہم سے ملاقات کی اور کہا کہ ڈاکٹر بلی گراہم سے ملاقات کرا دیتا ہوں لیکن ان کی کوشش کے باوجود جناب بلی گراہم صاحب سے احمدیہ وفد کی ملاقات نہیں ہو سکی۔

مدراس میں ڈاکٹر بلی گراہم کے پروگرام کے سلسلہ میں D.R. WALTER. R. GRIEST بطور نمائندہ تشریف لائے ہوئے تھے وہ جس ہوٹل میں مقیم تھے ان سے ملاقات کے لئے مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ اور مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان نائب صدر جماعت احمدیہ مدراس تشریف لے گئے وہ بہت اچھی طرح ملے لیکن جب ان سے درخواست کی گئی کہ جب جناب بلی گراہم صاحب آئیں تو انہیں بھی ان سے ملاقات کا وقت دیا جائے تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ وہ کسی بھی غیر مذہب والے سے نہیں ملیں گے۔ جناب ڈاکٹر گرایسٹ کو اس بارہ میں ۵ر نومبر کو چٹھی بھی تحریر کی گئی۔ لیکن بذریعہ چٹھی دس نومبر کو انہوں نے مبلغ مدراس کو اطلاع دی کہ ڈاکٹر بلی گراہم صاحب سے کسی کو ملاقات کا وقت نہیں دیا جا سکتا اور اس طرح ملاقات کرانے سے انکار کر دیا۔

"ایک ترک [illegible] خواص ہی قادیان ہوا"

دیکھا کہ آپ نے سر پر میں نے پگڑی باندھی ہوئی ہے چنانچہ میں نے پگڑی خرید کر باندھ لی اور قادیان آنے کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالے سے اجازت طلب کی آپ نے اجازت مرحمت فرمائی تو قادیان کی زیارت کیلئے پہنچ گیا۔"

اسی طرح جنوری ۱۹۷۷ء میں جماعت احمدیہ کے ہونہار سپوت اور نامور سائنس دان جناب پروفیسر عبد السلام صاحب لندن سے زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور استقبالیہ جلسہ میں اپنے نیک جذبات اور مرکز قادیان سے محبت و الفت کا ذکر فرمایا۔

غرضیکہ قادیان دار الامان میں جہانوں کی آمد و رفت کا یہ سلسلہ جو آج سے ۸۰ سال قبل شروع ہوا تھا آج تک برابر ترقی کے ساتھ جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا حالانکہ یہ چھوٹا سا قصبہ دنیوی زینتوں سے ابھی تک یکسر محروم ہے۔ نہ عالیشان کوٹھیاں نہ کوئی پُر شان عمارتیں نہ کشادہ سڑکیں ہیں نہ بارونق بازار غرضیکہ دنیاوی لحاظ سے کسی بھی طرح یہ مکان قابل شہرت نہیں۔ لیکن خدائے قادر و توانا کی اس پیشگوئی کے مطابق جو بانی جماعت احمدیہ کو ملی تھی بڑے بڑے عظیم الشان اور خوبصورت ملکوں مثلاً انگلستان۔ سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ جرمنی۔ سکینڈے نیویا امریکہ وغیرہ سے ہزاروں ہزار میل کا سفر طے کر کے اس چھوٹے سے قصبہ کی زیارت کے لئے سینکڑوں احباب آتے اور اس کے مقدس مقامات اور گلی کوچوں میں مشتاقانہ گھومتے پھرتے دیکھے گئے۔ ان شعائر اللہ کو نہ صرف انہوں نے آنکھوں سے دیکھا اور دل میں روحانی انبساط کی کیفیت کو محسوس کیا بلکہ ان بابرکت جگہوں قادیان کی گلیوں کوچوں اور چھوٹی چھوٹی نالیاں ذکر دکانوں کی نہایت اشتیاق اور عقیدت کے ساتھ

صفحہ ۲۷ سے آگے

تصاویر لیتے دیکھے گئے۔

یہ سب جذبہ عقیدت و فدائیت کے کچھ نمونے تھے جو ہم نے دیکھے اور دیکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی دیکھتے رہیں گے اور اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے رہیں گے اور ہمیں اس بات پر بھی پورا ایمان اور یقین ہے کہ یہ چھوٹا سا قصبہ ایک وقت بڑے شہر میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور دنیاوی طور پر بھی اس کی شہرت کو چار چاند لگ جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالے۔ جیسا کہ قادیان کی مادی ترقی اور عظمت کے متعلق بھی اللہ تعالے نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بشارت دے رکھی ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی سلسلہ میں ۱۹۰۷ء میں جو کشف دیکھا اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلی یا چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں۔ اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے۔ جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے بیٹھے ہیں۔ اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ اور قسما قسم کی دکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے، بگھیاں، ٹم ٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکرم، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۷۲۳)

اخبار بدر کا چھبیس ۲۶ سالہ دور

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

اِس چھبیس سالہ دور میں اخبار بدر کے عمومی پرچوں کے علاوہ خاص مواقع پر خصوصی نمبر بھی شائع
ئے جاتے رہے ۔ ہر جلسہ سالانہ پر خاص نمبر کی اشاعت کا التزام رہا ۔ اِسی طرح سیرت النبی صلی اللہ
لم نمبر ۔ حضرت مسیح موعودؑ نمبر ۔ خلافت نمبر ۔ مصلح موعودؓ نمبر ۔ قرآن کریم نمبر اپنے مقررہ دنوں
قریباً ہر سال ہی شائع ہوتے رہے ہیں ۔ اِلا ماشاء اللہ ۔ اس کے علاوہ پیشوایانِ مذاہب نمبر ۔
حضرت بابا نانکؒ کی پانچسو سالہ تقریب پر ایک یادگاری خاص نمبر شائع کیا گیا جسے خصوصیت سے
پسند کیا گیا ۔ اِسی طرح ۱۹۷۲ء میں لجنہ اماء اللہ کی پنجاہ سالہ تقریب کے موقعہ پر لجنہ کی کارگذاریوں
اور اس کے پروگرام پر مشتمل ایک خصوصی نمبر شائع کرنے کی توفیق ملی ۔ اِسی طرح جلسہ سالانہ قادیان
کی قریباً تمام تقاریر اور ربوہ کے جلسہ سالانہ کی چیدہ چیدہ تقاریر احبابِ جماعت تک
پہنچانے کی سعادت بھی اخبار بدر کو حاصل رہی ۔ علاوہ ازیں مخصوص عنوانات کے تحت لکھے گئے
مضامین میں مکرم چوہدری فیض احمد صاحب حال ناظر بیت المال آمد کے وہ مضامین بھی ہیں جو موصوف
نے اپنے مخصوص انداز میں فوت ہونے والے درویشانِ کرام کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے ساتھ کے ساتھ
پسند کئے ۔

— ❖ — ❖ — ❖ —

۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ
جوبلی کے عظیم منصوبے کا اعلان فرمایا تو حضور کی یہ تقریر اخبار بدر میں پوری تفصیل کے
ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ۔ اس کے چند ماہ بعد اپریل ۱۹۷۴ء میں مکہ معظمہ میں
رابطہ عالم اسلامی نے جماعتِ احمدیہ کے بارے میں ایک غیر اسلامی قرار داد پاس کی ، اسی پس منظر
میں بدر میں اِس قرار داد پر مسلسل چار قسطوں میں مدلل تبصرہ کیا گیا ۔ جسے نہ صرف اُس وقت
طبقہ میں پسند کیا گیا بلکہ علمی لحاظ سے اب بھی یہ ایک قابلِ مطالعہ چیز ہے ۔
۱۹۷۴ء میں جب جماعتِ احمدیہ کو ہمسایہ مُلک میں ایک بین الاقوامی سازش کا نشانہ بنایا
اور وہاں کی ساری جماعت کے لئے ایک کڑے امتحان کا وقت تھا ، اخبار بدر کو حق و انصاف
آواز بلند کرنے کی توفیق ملی ۔ اور وہاں کے لرزہ خیز حالات اور احبابِ جماعت پر مخالفین کے ظُلم و
ستم کی کیفیت شائع کر کے انصاف پسند دُنیا کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کا موقع ملا ۔۔
الحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔

— ❖ — ❖ — ❖ —

اخبار بدر خالصۃً ایک مذہبی اور دینی اخبار ہے اِس لئے سیاسی مضامین یا ایسی خبروں
کے اس میں جگہ نہیں نکل سکتی سوائے اُن ضروری مضامین یا خبروں یا تبصروں کے جن میں مُلک و ملت
کا فائدہ اور وطنی ضرورت کا تقاضا ہوتا ہے ۔ اِس مخصوص پالیسی کے باوجود یہ ایک حقیقت
ہے کہ اخبار بدر کو احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی اور غیر مسلم سنجیدہ مزاج دوست بھی دلچسپی
سے پڑھتے ہیں ۔ اسی طرح بیرونی ممالک میں بھی احباب جماعت شوق سے بذریعہ ہوائی ڈاک منگواتے
ہیں جس کی اصل وجہ ہمارے نزدیک تو اُن کی قادیان سے طبعی محبت ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کے اِس
خلوص اور محبت میں برکت ڈالے اور اخبار بدر کو اُن کی دِلی خواہشات پہلے سے بہتر رنگ
میں پورا کرتے چلے جانے کی توفیق دے ۔
اِس موقعہ پر قارئینِ کرام سے درخواست ہے کہ آپ کے خصوصی تعاون سے اخبار بدر کو زیادہ
مفید اور ٹھوس بنایا جاسکتا ہے جس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ آپ مفید مشوروں سے نوازتے رہیں
جن پر حتی الامکان عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔ دُوسرے ، آپ کے مطالعہ کے دَوران جب بھی کسی
اخبار یا رسالہ یا کتاب میں کوئی معلومات افزا بات آئے یا اُس پر آپ بدر میں تبصرہ کیا جانا مناسب
خیال کریں تو اس کا تراشہ یا اس کا ترجمہ ایڈیٹر بدر کو روانہ کریں ۔ اِس طرح ملے جلے تعاون سے
امید ہے کہ بدر زیادہ اچھی خدمت سرانجام دے سکے گا ۔

— ❖ — ❖ — ❖ —

اِس چھبیس سالہ دَور میں اخبار بدر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ، حضرت مرزا بشیر احمد
صاحب رضی اللہ عنہ کی بے نظیر شفقتوں اور خصوصی دُعاؤں کا ہمیشہ ہی مورد بنا رہا ہے ۔ اور جب سے
خلافت ثالثہ کے مبارک عہد کا آغاز ہوا اُسی وقت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم ۔ خاص دُعاؤں
خاص توجہ اور عنایات سے اخبار بدر اور مُدیرِ بدر وافر رنگ میں بہرہ اندوز ہو رہے ہیں ۔
متعنا اللہ بطول حیاتہ و اطلع علینا شموس طالعہ ۔
اِن مبارک اور مقدس وجودوں کے بعد اخبار بدر سے احسان اور حوصلہ افزائی کا خصوصی تعلق
رکھنے والوں میں سرِ فہرست محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو اخبار بدر کے

اِس تمام دَور میں ناظر دعوت و تبلیغ رہے ۔ بدر کا صیغہ آپ ہی کے ماتحت رہا ۔ آپ نے ہمیشہ
راقم الحروف کی حوصلہ افزائی فرمائی ۔ اپنی خداداد فراست کے تحت ہر مشکل وقت میں راہنمائی فر
رہے ۔ اسی طرح حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ؓ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی بھی ہمیشہ ہی اخبار
نہایت درجہ دلچسپی لیتے رہے ۔ بہت دُعائیں فرماتے ، مفید مشوروں سے نوازتے اور ہر پرچہ
اشتیاق سے مطالعہ فرماتے ۔ تیسرے نمبر پر حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل رضی اللہ عنہ
سے ذاتی محبت اور بار بار حوصلہ افزائی ہے ۔ جب تک حیات رہے باوجود ضعیف العمری کے اپ
منظوم کلام سے نوازتے رہے ۔ محسنین کے اِسی زُمرہ میں میرے نہایت درجہ قابل احترام
مغفور اُستاد مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کا بھی شمار ہے ۔ نہ صرف یہ کہ آپ کے مؤقر رسالہ
"الفرقان" سے اخبار بدر کو بہت کچھ استفادہ کا موقعہ ملا ۔ بلکہ آپ اخبار بدر سے
محبت اور اُنس رکھتے تھے ۔ اِس کیلئے خصوصی مضامین ارسال فرماتے اور بدر کے کام کو
سراہتے کہ گویا بہت بڑا کام کیا جارہا ہے ۔ (یہ سب آپ کی ذرہ نوازی ہی تھی ورنہ من آنم که من دانم)
راقم الحروف کے پاس آں محترم مرحوم و مغفور کا ۲۱ ۵/۶۹ کا نوشتہ گرامی نامہ بطور تبرک
اور بہترین یادگار محفوظ ہے جس میں آپ نے از راہِ ذرہ نوازی تحریر فرمایا :-

"پرسوں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پیغام صلح کے اخبار
بدر کے مؤاخذات سے تنگ آکر چیخ اُٹھنے کا ذکر آیا تھا ۔ حضور
نے اِس سلسلہ میں فرمایا کہ "مَیں بدر سارا پڑھتا ہوں ۔ اور مَیں
اِس سے بہت خوش ہُوں ۔"
اُمید ہے کہ یہ اطلاع آپ کے لئے خوشی کا باعث ہوگی ۔
مَیں نے ضروری سمجھا کہ یہ اطلاع آپ کو پہنچا دُوں تا آپ اِس عاجز
کے لئے بھی دُعا فرماویں ۔"

وقت گزر جاتا ہے ، صرف یادیں ہی رہ جاتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سب محسنین کو اُن کی
ہمت افزائی اور کرم فرمائی کا بہتر بدلہ دے ۔ راقم الحروف اخبار کے اِس
خاص نمبر کو احبابِ کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ
دُعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اخبار بدر سے متعلق سبھی افراد کی سابقہ
خدمات کو اپنے فضل سے قبول فرمائے ۔ اور آئندہ کے لئے بہتر رنگ میں خدمت
بجالانے کی توفیق دے اور سب کا انجام بخیر کرے ۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

Registered with the registrar of news papers for India at No. R. N. 61/57
Regd. No. : P/G D. P-3
Phone No. : 35

Silver Jubilee Number

The Weekly BADR Qadian

Editor : Mohammad Hafeez Baqapuri
Sub Editors : Jawaid Iqbal Akhtar, Mohammad Inam Ghori

Vol. 26 | 15th December 1977 | No. 50

① اخبار بدر کے ابتدائی پبلشر و ایڈیٹر

حضرت بھائی عبدالرحمٰن
صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ
پرنٹر و پبلشر اخبار بدر
(المتوفیٰ ۶۱/۱/۶)

مکرم و محترم مولوی برکات احمد
صاحب راجیکی ۔
ایڈیٹر بدر
(المتوفیٰ ۶۳/۹/۱۷)

② اخبار بدر کے موجودہ پبلشر و ایڈیٹر

جناب ملک صلاح الدین صاحب
ایم ۔ اے
پرنٹر و پبلشر اخبار بدر

محمد حفیظ بقاپوری
ایڈیٹر بدر

الحاج حضرت
سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی
آف کلکتہ ۔ المتوفیٰ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۴ء
اخبار بدر کی توسیع اشاعت
میں بے دریغ مالی اعانت
کرنے والے بزرگ ۔

...لد احمدیت
حضرت مولانا ابو العطاء صاحب
فاضل المتوفیٰ ۳۰ مئی ۱۹۷۷ء
آپ کے بلند پایہ مضامین
...ا کی زینت بنتے رہے ۔
...میں آپ کی دلچسپی اور
...فقت ناقابلِ فراموش ہے ۔